ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

3تا9 صفرالمظفر1431ھ/19تا25 جنوری2010ء

اس شمارے میں

اسلام اور امن

انگریزوں کے ”کالا پانی“ سے ......

ہم نئے سال کا جشن کیوں منائیں؟

حیف کہ ”سرزمین پاک
غلبۂ اہرمن میں ہے!

اسلامی تاریخ کی چند مثالی شادیاں

حقوق انسانی کی پامالی کا مرتکب تو امریکہ ہے

افغانستان کا مستقبل: طالبان

”وہ آج بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہیں!“

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

مسلمان کہلانے کا وقت کب آئے گا؟

ایک دور تھا جب امت مسلمہ کا قد اتنا بڑا تھا کہ قیصر و کسریٰ اسے جھک کر ملتے تھے۔ کسی زمانے میں ”امت وسطیٰ“ کا سایہ اتنا گھنا تھا کہ کئی براعظم اس کی چھاؤں میں سکون پاتے تھے۔ اوّلین عہد میں ملت اسلامیہ کا رنگ اتنا گہرا تھا کہ کالے، گورے، عجمی اور ایشیائی اور افریقی سبھی پر غالب آ گیا تھا اور بھلے وقتوں میں امت کا افق اتنا وسیع تھا کہ مختلف تہذیبیں اس پر سورج، چاند اور ستارے بن کر طلوع ہوتی تھیں۔ سوختہ بختی کہ اب وہ قد چھوٹا، سایہ چھدرا، رنگ پھیکا اور افق دھندلا کر رہ گیا ہے۔ اب ہم ہر ایک سے چھوٹے نظر آتے ہیں۔ رنگ دوسروں سے مستعار لیتے ہیں۔ غیروں کا سایہ ہمارے لیے سائبان بنا ہوا ہے اور افق پر ستاروں کی بجائے شرارے دکھائی دیتے ہیں۔ کس قدر سادہ سی بات ہے مگر یاروں نے اسے پیچیدہ بنا کر رکھ دیا ہے کہ اگر ہر ایک نے عربی، عجمی، سندھی، مقلد اور غیر مقلد کہلانا تھا تو کلمہ اسلام پڑھنے کی کیا ضرورت اور امت مسلمہ کا رکن بننے کی کیا حاجت تھی؟ ایسے تعصبات کی تسکین تو اس کے بغیر بھی ہو سکتی تھی۔ جب ہر موقع پر جٹ، گجر، آرائیں، جام، خان، ملک، چودھری اور رانا، راجہ ہی کہلانا ہے تو مسلمان کہلانے کا وقت کب آئے گا؟ کلمہ اسلام پڑھنے کا مطلب تو یہ تھا کہ ؎

بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

وحدت ملی

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی

الھدیٰ (404)

سورۃ الانفال

(آیات 11 تا 16)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿اِذۡ یُغَشِّیۡکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَۃً مِّنۡہُ وَ یُنَزِّلُ عَلَیۡکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَہِّرَکُمۡ بِہٖ وَ یُذۡہِبَ عَنۡکُمۡ رِجۡزَ الشَّیۡطٰنِ وَ لِیَرۡبِطَ عَلٰی قُلُوۡبِکُمۡ وَ یُثَبِّتَ بِہِ
الۡاَقۡدَامَ (11) اِذۡ یُوۡحِیۡ رَبُّکَ اِلَی الۡمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیۡ مَعَکُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ سَاُلۡقِیۡ فِیۡ قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا الرُّعۡبَ فَاضۡرِبُوۡا فَوۡقَ الۡاَعۡنَاقِ
وَ اضۡرِبُوۡا مِنۡہُمۡ کُلَّ بَنَانٍ (12) ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ شَآقُّوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ ۚ وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ (13) ذٰلِکُمۡ فَذُوۡقُوۡہُ وَ اَنَّ
لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابَ النَّارِ (14) یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِیۡتُمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا زَحۡفًا فَلَا تُوَلُّوۡہُمُ الۡاَدۡبَارَ (15) وَ مَنۡ یُّوَلِّہِمۡ یَوۡمَئِذٍ دُبُرَہٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ
اَوۡ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَۃٍ فَقَدۡ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ مَاۡوٰىہُ جَہَنَّمُ ؕ وَ بِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ (16)﴾

”جب اس نے (تمہاری) تسکین کے لئے اپنی طرف سے تمہیں نیند (کی چادر) اڑھادی اور تم پر آسمان سے پانی برسا دیا، تاکہ تم کو اس سے (نہلا کر) پاک کر دے اور شیطانی نجاست کو تم سے دور کر دے۔ اور اس لئے بھی کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے رکھے۔ جب تمہارا پروردگار فرشتوں کو ارشاد فرماتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم مومنوں کو تسلی دو کہ ثابت قدم رہیں۔ میں ابھی ابھی کافروں کے دلوں میں رعب اور ہیبت ڈالے دیتا ہوں، تو ان کے سر مار (کر) اڑادو اور اس کا پور پور مار (کر توڑ) دو۔ یہ (سزا) اس لئے دی گئی کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتا ہے، تو اللہ بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ (مزہ تو یہاں) چکھو اور یہ (جانے رہو) کہ کافروں کے لئے (آخرت میں) دوزخ کا عذاب (بھی تیار) ہے۔ اے اہل ایمان! جب میدان جنگ میں کفار سے تمہارا مقابلہ ہو تو ان سے پیٹھ نہ پھیرنا۔ اور جو شخص جنگ کے روز اس صورت کے سوا کہ لڑائی کے لئے کنارے کنارے چلے (یعنی حکمت عملی سے دشمن کو مارے) یا اپنی فوج میں جا ملنا چاہے، ان سے پیٹھ پھیرے گا تو (سمجھو کہ) وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گیا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔“

میدان بدر میں جنگ سے پہلے دو معجزے ہوئے، یہاں انہی کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ ایک خاص بات تو یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر مسلمانوں کی مدد کی اور انہیں اطمینان قلبی کا سامان فراہم کر دیا۔ اللہ نے اُن پر اونگھ طاری کر دی جو اُن کے لیے امن و سکون کا ذریعہ بن گئی۔ کفار سے مقابلے کی صورت بڑی سنگین تھی، تاہم رات ہوئی تو مجاہدین بڑے اطمینان کے ساتھ سوئے۔ اللہ پر بھروسہ تھا کہ اُسی کی رضا کے لیے نکلے ہیں، لہٰذا انہیں کوئی تشویش نہ تھی کہ کل کیا ہوگا، رہیں گے یا نہیں؟ وہ صبح نیند سے بیدار ہوئے تو چاق چوبند تھے۔

دوسری غیر معمولی بات یہ ہوئی کہ اللہ نے تم پر آسمان سے پانی برسایا، تاکہ تمہیں اس کے ساتھ پاک کر دے۔ یعنی جن کو غسل وغیرہ کی حاجت ہو وہ غسل کر لیں، تاکہ تم سے شیطان کی نجاست دور کر دے اور پھر تمہارے دلوں کو مربوط کر دے اور تمہارے قدم جما دے۔ ہوا یوں کہ قریش میدان بدر میں پہلے پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے موزوں جگہ پر پڑاؤ ڈال لیا تھا، جہاں پانی موجود تھا۔ جس جگہ مسلمانوں کو ٹھہرنا پڑا وہ ریتلی جگہ تھی، جہاں پاؤں نہ جم سکتے تھے اور نہ ہی وہاں پانی تھا۔ چنانچہ اُس وقت بارش ہو گئی جس نے صورت حال کو سازگار بنا دیا۔ بارش کی وجہ سے ریت جم گئی اور پانی بھی فراہم ہو گیا، جسے مسلمانوں نے ایک نشیبی جگہ پر ذخیرہ کر لیا۔ ورنہ بظاہر احوال تو مسلمانوں کے لیے پریشانی تھی کہ پانی کہاں سے لیں اور ریت کے اوپر پاؤں کیسے جمیں گے۔ اللہ نے بارش کے اس پانی کے ذریعے تمہارے قدم جما دیے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی فرشتوں کے ذریعے مدد کی۔ پھر یہ کہ کفار کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔ تاکہ مسلمان جیسے چاہیں اُن کی گردنوں میں ضربیں لگائیں۔ ظاہر ہے کہ جب کسی آدمی پر دہشت طاری ہو جائے تو اس کے اندر قوت مدافعت نہیں رہتی۔ پھر وہ حملہ آور کے رحم و کرم پر ہوتا ہے کہ وہ جدھر سے چاہے اُس پر چوٹ لگائے۔

فرمایا، کفار پر رعب طاری کر کے اُن کی ایک ایک پور پر مارنے کی سزا انہیں اس لیے دی جائے گی کہ انہوں نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی اور اُن سے عداوت رکھی اور جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا دشمن ہو جائے اور اُن سے ضدم ضدا کرے تو وہ یہ نہ بھولے کہ اللہ بھی سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ اب یہاں قریش سے خطاب ہے کہ دیکھو یہ غزوۂ بدر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی پہلی قسط ہے، اس کا ذائقہ چکھ لو۔ اور یہ جو تمہارے آدمی یہاں میدان جنگ میں مارے گئے ہیں، ان کی سزا یہیں ختم نہیں ہو گئی بلکہ ان کے لیے آگے جہنم کا عذاب تیار ہے۔

اور اے اہل ایمان، جب تمہارا مقابلہ میدان جنگ میں کافروں کے ساتھ ہو جائے یعنی دونوں لشکر ایک دوسرے کے مدمقابل آ جائیں تو تم اُن کو پیٹھ مت دکھاؤ بلکہ ڈٹ کر مقابلہ کرو۔ جان چلی جائے مگر تمہارے قدم پیچھے نہ ہٹیں۔ اور سن لو جو کوئی بھی اُس روز میدان سے پیٹھ دکھا کر بھاگے گا اُس نے تو گویا اللہ کا غضب کما لیا۔ البتہ ساتھ ہی یہاں دو مستثنیات کا بھی ذکر فرما دیا: ایک یہ کہ پیٹھ پھیرنا کسی جنگی حکمت عملی کے تحت ہو، یعنی warfare technique قابل مواخذہ نہیں۔ دوران جنگ Tactical move کی اجازت ہے۔ دوسرے یہ کہ کوئی اور جمعیت ہے جس کے ساتھ ملنے کے لیے واپسی کرنا ہو۔ یہ حکماً واپسی ہے۔ اس کی بھی ممانعت نہیں۔ ہاں ان دو صورتوں کے علاوہ جو جان بچانے کی نیت سے بھاگے گا، اُس نے تو اللہ کا غضب کما لیا۔ اُس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام اور امن

پیغمبر اسلام پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ یعنی عربی اسلام کی سرکاری زبان ہے۔ عربی کے اکثر الفاظ سہ حرفی مادہ سے بنتے ہیں۔ لفظ ایمان کا سہ حرفی مادہ امن ہے یعنی ایمان امن سے بنا ہے۔ قرآن مجید کا بنی نوع انسان سے پہلا مطالبہ یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کے ہر ہر حرف اور لفظ پر دل کی گہرائیوں سے ایمان لائے اور زبان سے اِس کا اقرار کرے۔ ایسا کرنے والا مسلمان کہلائے گا۔ قرآن پاک میں اللہ کے مبارک ناموں میں دو نام السلام اور المومن بھی ہیں، السلام کا ایک معنی سلامتی دینے والا ہے، دوسرا نام المومن امن سے مشتق ہے جس کے معنی خوف سے محفوظ ہونا ہے۔ مومن وہ ہے جو دوسرے کو امن دے۔ اللہ اس معنی میں المومن ہے کہ وہ اپنی مخلوق کو امن دینے والا ہے۔ گویا مسلمان وہ ہے جو خود اور دوسروں کو امن اور سلامتی دے، اور اسلام ایسا دین ہے جو ایسا معاشرہ تشکیل دیتا ہے جس میں امن بھی ہو اور جو سلامتی کا باعث بھی بنے۔

یہاں ایک وضاحت از حد ضروری ہے۔ اسلام محض ایک مذہب نہیں، ایک دین ہے جو مکمل نظامِ حیات رکھتا ہے۔ لہٰذا یہ محض اخلاقیات کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ شریعت کے نام سے مکمل قانونی ڈھانچہ بھی رکھتا ہے۔ امن و سلامتی کا زبردست پرچارک ہونے کے باوجود اسلام بنیادی تقاضوں سے انحراف پر نہ صرف کسی قسم کا سمجھوتا نہیں کرتا بلکہ قانون کو پوری قوت سے متحرک کرتا ہے۔ اسلام میں یہ تصور نہیں ہے کہ اگر کوئی تمہارے ایک رخسار پر تھپڑ مارے تو اُس کے سامنے دوسرا رخسار کر دو۔ ہاں معافی اور تلافی کا تصور ہے اور متاثرہ فریق اپنے قانونی حق کو استعمال کرنے کا پورا اختیار رکھتا ہے۔

اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے، لہٰذا اس میں مکمل قانون سازی انسان کے فطری تقاضوں کو مدنظر رکھ کر کی گئی ہے۔ اسلام آزادی کا قائل ہے لیکن مادر پدر آزادی کو امن اور سلامتی کے لیے زہرِ قاتل گردانتا ہے۔ مثلاً لا اکراہ فی الدین کے قرآنی ضابطے کے مطابق آپ کسی کو زبردستی یعنی گن پوائنٹ پر مسلمان نہیں کر سکتے، لیکن جب ریاست کا کوئی شہری رضا و رغبت سے مسلمان ہو جائے تو اُسے اسلامی شریعت کے تقاضوں کو پورا کرنا ہوگا، کم از کم ارکانِ اربع کی سختی سے پابندی کرنی ہوگی۔ اسلام دین کو مذاق بنانا قطعی طور پر پسند نہیں کرتا اور واپسی کا کوئی راستہ نہیں دیتا، لہٰذا مرتد کی سزا قتل مقرر کی گئی۔ بنی نوع انسان کو ایک مستقل اور اٹل اصول عطا فرمایا گیا اور وہ ہے ’’لا طاعۃ المخلوق فی معصیۃ الخالق‘‘ یعنی مخلوق میں سے کسی کی بھی ایسی اطاعت نہیں کی جاسکتی جس سے خالق کائنات اللہ رب العزت کی معصیت کا کوئی پہلو نکلتا ہو۔ مسلمان کے لیے ایک ایسے گھوڑے کی مثال بڑی مناسب رہے گی جسے 100 گز کی رسی سے کھونٹے سے باندھا گیا ہے۔ اب وہ کھونٹے کے اردگرد 100 گز تک جہاں چاہے بیٹھے، لیٹے یا دوڑے، لیکن وہ سو گز سے دور نہیں جاسکتا۔ اگر فطرت انسانی کا بغور جائزہ لیا جائے تو ہم لازماً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ مادر پدر آزادی معاشروں میں انتشار اور خلفشار پیدا کرتی ہے، جبکہ ریاستوں کے امن و امان کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ اسلام چونکہ ایک مکمل نظام رکھتا ہے لہٰذا وہ اس جدید تصور کو قبول نہیں کرتا کہ ریاست کا کوئی مذہب نہیں ہونا چاہئے اور مذہب شہری کا انفرادی مسئلہ ہے۔ اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو جان مال کا مکمل تحفظ حاصل ہوتا ہے، انہیں اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی کی مکمل اور کھلی اجازت ہوتی ہے۔

تا خلافت کی بِنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 19 — شمارہ 04
3 تا 9 صفر المظفر 1431ھ
19 تا 25 جنوری 2010ء

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور۔54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور 54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
’’مکتبہ خدام القرآن‘‘ کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

’’ادارہ‘‘ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

مسلمانوں سے زکوٰۃ اور غیر مسلموں سے جزیہ وصول کیا جاتا ہے۔ شہری مسلمان ہو یا غیر مسلم، ریاست اُس کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے پابند ہوتی ہے۔ ہر نظام کا ایک کیچ ورڈ ہوتا ہے۔ اسلام کا کیچ ورڈ عدل ہے، یعنی اسلامی نظام کی بنیاد عدل پر ہے۔ یہ اسلامی نظام کی برکات ہیں کہ ایک غیر مسلم شہری اسلامی ریاست کے مسلمان خلیفہ وقت کو عدالت میں طلب کروالیتا ہے۔ اور جب قاضی خلیفۂ وقت کے خلاف فیصلہ صادر کرتا ہے تو وہ اُسے من وعن تسلیم کرتا ہے۔

یہ ایک اہم حقیقت ہے کہ قوانین اگر انسانی فطرت کے مطابق ہوں اور مقتدر قوتیں انصاف پر کاربند ہوں اور اس معاملے میں اپنوں اور غیروں میں امتیاز نہ برتیں تو دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔ آج کی دنیا کا المیہ کیا ہے۔ امن کا جتنا ڈھنڈورا آج پیٹا جارہا ہے پہلے کبھی اتنا شور وغوغا نہیں سنا تھا۔ کسی سپریم قوت کا یہ بیان اخبارات میں شہ سرخی بنتا ہے۔ ”دنیا کو امن کا گہوارہ بنانے کے لیے اپنے تمام وسائل بروئے کار لائیں گے۔“ کہیں امن کی آشا میٹھے میٹھے بولوں کے ساتھ برصغیر میں اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔ لیکن دنیا خطرناک سے خطرناک ہوتی چلی جارہی ہے۔ جنگیں، خونریزی، قتل وغارت معمول بن چکا ہے۔ امن کی پکار اور صدا لگانے والے مصنوعی پن اور منافقت کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ وہ ظلم، جبر اور قوت سے دنیا پر من چاہا امن مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ وہ انسانوں اور اقوام کے درمیان تفریق چاہتے ہیں۔ وہ دلوں کو فتح کرنے کے قائل نہیں۔ لہٰذا تمام کوششیں نہ صرف یہ کہ اکارت جارہی ہیں بلکہ انسانوں میں دشمنی نفرت اور انتقام کا جذبہ جنم لے رہا ہے۔ دنیا کو امن کا گہوارہ بنانا ہے تو انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین اور ضابطے نہیں چلیں گے۔ کائنات میں امن کے لیے کائنات کے خالق کی طرف رجوع کرنا ہوگا جس نے اپنی آخری کتاب اپنے آخری پیغمبر کے ذریعے انسانوں تک پہنچادی ہے۔ جس میں دیا گیا ضابطہ حیات حتمی آخری اور اٹل ہے۔ اس میں ترمیم کی کوئی گنجائش نہیں، اگرچہ جس قدر آزادی اور رعایت اُس فریم ورک میں رہتے ہوئے حاصل کی جاسکتی ہے وہ کی جانی چاہیے۔ یہ دنیا جو کبھی ملوکیت اور فرعونیت کے شکنجہ میں جکڑی ہوئی تھی، حالات کے جبر سے سرمایہ دارانہ جمہوریت کی گود میں جاگری۔ پھر وقت کی ٹھوکروں نے اسے اشتراکیت کے سپرد کردیا، لیکن اشتراکیت محض ایک سہانا خواب ثابت ہوئی۔ پھر جمہوریت کی طرف لوٹی ہے لیکن سرمایہ دارانہ جمہوریت کی ناؤ بھی اب ظلم وستم اور جبر وتشدد کے سمندر میں ہچکولے کھارہی ہے۔ لہٰذا دنیا اب چاہے بھی تو اُسے اسلام کے دامن کے سوا کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ امن کا لازوال تحفہ صرف اور صرف اسلامی نظام دنیا کو پیش کرسکتا ہے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ یہ خالق کا عطا کردہ نظام ہے اور رب کی بستی میں رب کا نظام ہی کارفرما ہوگا تو امن اور سلامتی کا دوردورہ ہوگا۔

☆☆☆

پریس ریلیز 11 جنوری 2010ء

حکومت اور اس کے اتحادی اپنی صفوں میں سے جرائم پیشہ افراد کو نکالیں، تاکہ کراچی میں ہونے والی دہشت گردی کی غیر جانبدارانہ تحقیقات ممکن ہوں

روشنیوں کے شہر کراچی کی رونقیں واپس لانے کے لیے اسے اسلحہ سے پاک کرنا ہوگا

حافظ عاکف سعید

کراچی میں شہریوں کا قتل عام حکومت کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے بی بی سی کے اس تبصرے کو انتہائی معقول قرار دیا کہ جب وارداتی خود چور چور کا شور مچا رہا ہو تو مجرم کس طرح گرفتار کیے جاسکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ابھی تک یہ معمہ حل نہیں ہوسکا کہ عاشورہ کے موقع پر ہونے والی دہشت گردی اور بعد ازاں لوٹ مار پر پولیس اور انتظامیہ کیوں خاموش تماشائی بنی رہی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت اور اس کے اتحادی اپنی صفوں میں سے جرائم پیشہ افراد کو نکالیں، تاکہ کراچی میں ہونے والی دہشت گردی کی غیر جانبدارانہ تحقیقات ممکن ہوں۔ انہوں نے کہا کہ روشنیوں کے شہر کراچی کی رونقیں واپس لانے کے لیے اسے اسلحہ سے پاک کرنا ہوگا۔ تاکہ روزمرہ کا قتل عام ختم ہوسکے اور یہ کام ایک دیانتدار، غیر جانبدار اور پرعزم حکومت ہی کرسکتی ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

اطلاع

حلقہ جنوبی پنجاب کے رفقاء کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حلقہ کا علاقائی اجتماع 23، 24 جنوری 2010ء کو قرآن اکیڈمی ملتان میں ہوگا۔ رفقاءِ تنظیم اجتماع میں اپنی شرکت کو یقینی بنائیں۔

منجانب: شوکت حسین انصاری
معتمد حلقہ جنوبی پنجاب

انگریزوں کے کالا پانی سے امریکیوں کے بلیک واٹر تک

محمد سمیع

ماضی میں جب ہم انگریزوں کی براہ راست غلامی میں تھے، انگریز اپنے خلاف ریشہ دوانیوں کے مرتکب افراد کو ایک ایسی جگہ لے جا کر قید کر دیا کرتے تھے جو ''کالا پانی'' کے نام سے موسوم تھی۔ اب اگرچہ ہم امریکہ کی براہ راست غلامی میں تو نہیں البتہ اسے ریموٹ کنٹرول غلامی کا نام دیا جا سکتا ہے۔ امریکہ اپنے خلاف جہاد کرنے والوں کو ہمارے غلام حکمرانوں کے ذریعہ پکڑوا کر گوانتا ناموبے نامی کیمپ میں منتقل کروا دیا کرتا تھا۔ اب سنتے ہیں کہ امریکہ اس کیمپ کو بند کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اب اس نے ایک نجی فوج تیار کر لی ہے، جس کا نام ''بلیک واٹر'' ہے اور اگر اس کو اردو میں ترجمہ کیا جائے تو یہ بھی ''کالا پانی'' بنتا ہے۔ انگریزوں کے کالا پانی میں تو لوگوں کو لے جا کر قید کر دیا جاتا تھا جن کی بعد ازاں رہائی بھی ہو جاتی تھی لیکن امریکیوں کا کالا پانی تو خود چل کر دوسرے ملکوں میں جاتا ہے اور لوگوں کو قید زندگی سے ہی رہائی دینے کا ٹھیکہ امریکی سی آئی اے سے حاصل کرتا ہے۔ اس کی سرگرمیاں عراق اور افغانستان میں پہلے ہی جاری تھیں، اب یہ سرزمین پاک پر سرگرم ہو گیا ہے۔ لیکن ہمارے حکمران اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے مسلسل انکاری ہیں۔ حالانکہ خود ایک امریکی اخبار نیویارک ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق خفیہ معاہدے کے تحت بلیک واٹر کو پاکستان اور افغانستان میں ڈرون طیاروں پر میزائل لوڈ کرنے کا ٹھیکہ دیا گیا تھا، تاہم سی آئی اے کے ڈائریکٹر لیون پینٹا نے گزشتہ سال کے آغاز میں یہ معاہدہ توڑ کر جاسوس طیاروں پر میزائل لوڈ کرنے کا کام امریکی ملازمین کے سپرد کر دیا ہے، جس کا اب انکشاف ہوا ہے۔ پاکستانی اور امریکی حکام اگرچہ بلیک واٹر کی پاکستان میں موجودگی کی تردید کرتے رہے ہیں لیکن برطانوی اخبار نے ایک سابق امریکی اہلکار کے حوالے سے دعویٰ کیا ہے کہ بلیک واٹر اپنی سرگرمیاں ''ایکس زی سروسز'' کے نئے نام کے ساتھ بلوچستان میں شمسی ایئر بیس سے آپریٹ کرتی رہی ہے۔ اخبار کے مطابق بلیک واٹر کے اہلکار شمسی ایئر بیس کے اطراف بھی گشت کرتے ہیں، تاہم بلیک واٹر کی طرف سے رپورٹ پر کسی قسم کا ردعمل سامنے نہیں آیا۔ رپورٹ کے مطابق سی آئی اے کے سربراہ نے بلیک واٹر کے ساتھ کیے جانے والے تمام معاہدوں پر نظرثانی کا حکم بھی دیا ہے۔ (بحوالہ روزنامہ نوائے وقت 13 دسمبر 09ء) ہمارے وزیر دفاع نے بھی انکشاف کیا ہے کہ بلوچستان میں شمسی ایئر بیس ابھی تک امریکن فورسز استعمال کر رہی ہیں، جبکہ امریکہ نے پسنی اور جیکب آباد ایئر بیسز استعمال کرنے کے واجبات بھی پورے ادا نہیں کیے۔ جو رقم ہمیں دی گئی ہے وہ ہماری توقعات سے بہت کم ہے اور جو کمٹمنٹ کی گئی تھی یہ اس کی خلاف ورزی ہے۔ اس تنازعہ کو حل کرنے کے لئے اعلیٰ سطح پر یہ معاملہ صدر اور وزیر اعظم کے ساتھ اٹھایا گیا ہے، جبکہ امریکیوں سے شمسی ایئر بیس خالی کرانے پر بھی بات ہو رہی ہے۔ واضح رہے کہ وزیر دفاع نے چند دن قبل ایک اور نجی ٹی وی سے گفتگو میں کہا تھا کہ پسنی اور جیک آباد کے ایئر بیسز امریکہ ابھی تک استعمال کر رہا ہے جبکہ ایک انگریزی نجی ٹی وی چینل سے انہوں نے ان دونوں بیسز کو امریکہ سے واپس لینے کی بات کی ہے جبکہ شمسی ایئر بیس کا امریکہ کے زیر استعمال ہونے کا انکشاف کیا ہے۔ (آن لائن بتوسط روزنامہ محشر 13 دسمبر 2009ء)

> پشاور کے صحافی فواد علی شاہ نے الزام عائد کیا ہے کہ پشاور کے امریکی کونسل خانے کے چار سفارت کار اُسے پاکستان کے مفاد کے خلاف کام کرنے کے عوض ہزاروں ڈالر دینے کی پیشکش کرتے رہے

معروف دفاعی تجزیہ نگار شاہ اجازی نے انکشاف کیا ہے کہ پاکستان میں بلیک واٹر کی موجودگی کی تصدیق ہو چکی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ امریکی صحافی جرے شیل کی بین الاقوامی جریدے میں 23 نومبر 09ء کو شائع ہونے والی رپورٹ میں بلیک واٹر کے ترجمان مارک کوریلو سے بات چیت شائع کی گئی ہے جس میں بلیک واٹر کے ترجمان نے پاکستان میں بلیک واٹر کی موجودگی کی تصدیق کی ہے۔

دفاعی تجزیہ نگار جنرل (ر) سلیم حیدر نے کہا ہے کہ بلیک واٹر کے پاکستان میں موجودگی کے معاملات کئی ماہ قبل منظر عام پر آ چکے ہیں۔ انہیں جو ٹاسک دیا جائے گا، وہ اس پر کام کریں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان کے نیوکلیئر اثاثہ جات، ملک کو عدم استحکام کا شکار کرنے اور من پسند سیاسی پارٹی کے مفادات کے لئے کام کرنے کی اطلاعات بھی منظر عام پر آئی ہیں۔ (روزنامہ خبریں بتوسط این این آئی)۔ اس حوالے سے ایک معروف امریکی جریدے وینٹی فیئر نے امریکی نجی سیکیورٹی ایجنسی بلیک واٹر کے سربراہ کے اعترافات سمیت ایجنسی کے متعلق انکشافات پر مبنی ایک رپورٹ شائع کی گئی جو قابل غور ہے۔ اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بلیک واٹر کو امریکی سی آئی اے کی طرف سے پاکستان کے ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو قتل کرنے کا کام دیا گیا تھا، لیکن بعد میں امریکی حکومت کی جانب سے اس کی اجازت نہیں ملی (روزنامہ خبریں بتوسط این این آئی)۔

ایک خبر کے مطابق وفاقی وزیر انسانی حقوق ممتاز عالم گیلانی نے بلیک واٹر کی ملک میں مبینہ سرگرمیوں پر اظہار تشویش کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس حوالے سے ذیلی کمیٹی کی رپورٹ کا انتظار کیا جائے۔ قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق کے اجلاس میں بلیک واٹر کی پاکستان میں موجودگی کے حوالے سے جاوید ہاشمی کی سربراہی میں کمیٹی نے رپورٹ پیش کر دی، جس کے مطابق بلیک واٹر مختلف ناموں سے پاکستان میں موجود ہے۔ جاوید ہاشمی کا کہنا تھا کہ اسلام آباد کی انتظامیہ نے بلیک واٹر کے لئے کام

کرنے والی کمپنی ڈائن کور کی اسلام آباد کے علاقوں ل پور اور سہالہ میں موجودگی کا اعتراف کیا ہے۔ (روزنامہ جنگ 20-11-2009 بتوسط پی پی آئی۔ این این آئی)۔ بلیک واٹر کس طرح مقامی لوگوں کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتی ہے، اس بارے میں ایک رپورٹ کے مطابق پشاور کے مقامی اخبار کے صحافی فواد علی شاہ نے الزام عائد کیا ہے کہ پشاور کے امریکی قونصل خانے کے چار سفارت کارا سے پاکستان کے مفاد کے خلاف کام کرنے کے عوض ہزاروں ڈالر دینے کی پیشکش کرتے تھے جبکہ ایک ملاقات کے عوض اس کو ایک ہزار ڈالر بطور انعام دیا کرتے تھے۔ یہ انکشاف انہوں نے نیشنل پریس کلب میں پریس کانفرنس میں کیا۔ صحافی فواد علی شاہ کا کہنا ہے کہ اس نے پہلی ملاقات کے فوری بعد حساس اداروں کو اس بارے میں آگاہ کیا، تاہم انہوں نے ان کے خلاف کارروائی سے انکار کرتے ہوئے ان کے ساتھ ملاقاتیں جاری رکھنے اور اس کی تفصیلات فراہم کرنے کا کام لینا شروع کر دیا۔ صحافی نے دعویٰ کیا کہ پاکستان میں بلیک واٹر کا جال بچھا دیا گیا ہے اور اس کارروائی کی نگرانی جیمز بل ولیم اور کوپر کر رہے ہیں۔

چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ خواجہ شریف نے بلیک واٹر تنظیم پر پابندی لگانے، امریکی سفارت خانے کی تلاشی کا حکم اور پکڑے گئے بلیک واٹر کے لوگوں کی رہائی کے خلاف دائر جمہوری وطن پارٹی کے بیرسٹر ظفر اللہ کی رٹ درخواست پر عدالتی حکم کے باوجود جواب داخل نہ کرنے پر وفاقی سیکریٹری داخلہ کو توہین عدالت شوکاز نوٹس جاری کرتے ہوئے 14 دسمبر کو ذاتی طور پر طلب کر لیا ہے کہ عدالتی حکم کے باوجود جواب داخل نہ کرنے پر کیوں نہ آپ کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی عمل میں لائی جائے اور جیل بھیج دیا جائے۔ عدالت نے وفاقی سیکریٹری خارجہ کو بھی نوٹس جاری کرتے ہوئے 14 دسمبر کو رپورٹس اور کمنٹس طلب کر لئے ہیں۔ عدالت نے قرار دیا کہ بادی النظر میں حکومتی حکام اور بیوروکریسی فرعون بنی ہوئی ہے۔ عدالتی احکامات کو خاطر میں نہیں لایا جاتا۔ ایسی افسر شاہی کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ (روزنامہ خبریں)

اگر ان تمام حقائق کے باوجود ہمارے حکمران بلیک واٹر کی پاکستان میں عدم موجودگی کے موقف پر مصر ہیں تو اس کا کیا علاج ہے۔

☆☆☆

ہم نئے سال کا جشن کیوں منائیں؟

خواجہ مظہر نواز صدیقی

اس بارے ہم نے سوچا ہے کہ نئے سال کا جشن کیوں منائیں؟ کیونکہ ہم سب رنج و الم میں ڈوبے، حالتِ جنگ میں ہیں۔ اس نئے سال کی خوشی میں ہم کیوں جھومیں؟ ہمیں تو اپنی بقا کی جنگ لڑنی ہے۔ ہم اس نئے سال کی کیا منصوبہ بندی کریں؟ ہمیں اپنے پیاروں کی لاشیں اُٹھانی اور ملبے ہٹانے ہیں۔ اس نئے سال پہ ہم نئے عہد کیوں باندھیں؟ نئے خواب کیوں دیکھیں؟ ہمیں تو اس سال بھی اپنے پچھلے عہد و پیماں پہ مسکرانا اور شرمانا ہے۔

اس نئے سال پہ ہم کسی کو پھول، تحفے اور خوشبوئیں کیوں بھیجیں؟ ہمیں سال گزشتہ کے زخموں پہ مرہم لگانی اور غم زدوں کے آنسو پونچھنے ہیں۔ بھلا سوچو تو کہ حکمرانوں نے نئے سال پہ عوام کو کیا تحفے دینے ہیں؟ وہ اس سال بھی ترقی، خوشحالی اور امن کے فروغ کا پیغام دیں گے۔

کیا نئے سال میں ملک سے دہشت گردی کا خاتمہ ہو جائے گا؟

کیا نئے سال میں مردہ پارلیمنٹ میں جان آ جائے گی؟

کیا نئے سال میں قوم کی لوٹی ہوئی دولت واپس مل جائے گی؟

کیا نئے سال میں خودکش حملے ہونا بند ہو جائیں گے؟

کیا نئے سال میں بھی حکمران عوام سے دور اپنے محلات میں قید رہیں گے؟

وزیر داخلہ دہشت گردوں کی کمر توڑنے کے دعوے یونہی کرتے رہیں گے؟

کیا اس نئے سال میں بھی عوام یونہی آٹے، چینی، بجلی، پٹرول اور گیس کی قیمتوں میں اضافوں کو برداشت کرتے رہیں گے؟

کیا صدر زرداری اس نئے سال میں اپنے اقتدار کو قائم رکھ سکیں گے؟

کیا نئے سال میں صدر اور وزیر اعظم ملکی و قومی مفاد میں امریکی حکام اور اس کی ایجنسیوں کو یہاں سے نکال کر باہر کریں گے؟

کیا نئے سال میں وطن عزیز میں امن کی ضمانت دی جا سکتی ہے؟

کیا نئے سال میں بھی معصوم، نہتے اور بے چارے عوام گاجر مولی کی طرح سڑکوں پر کٹتے رہیں گے؟

کیا نئے سال میں انسانیت سوز واقعات نہیں ہوں گے؟

کیا نئے سال میں عوام کے ذہن و دماغ سے خوف کی پرچھائیاں ختم ہو جائیں گی؟

کیا تمام شعبوں سے وابستہ افراد ایمانداری سے اپنے فرائض انجام دیں گے؟

کیا نئے سال میں مذہبی، لسانی، گروہی و صوبائی تعصبات ختم ہو جائیں گے؟

اب سوچو کہ ان حالات میں ہم نئے سال کا جشن کیوں منائیں؟ ہمیں اس موقع پر اپنے رب العالمین سے صرف التجا کرنی ہے کہ اے مولا! ہمیں دشمنانِ اسلام سے بچا! قرآن و سنت پہ چلنا آسان بنا، اے مولا! یہ نیا سال ہم سب کے لیے خوشیوں اور مسرتوں کا پیغام لائے۔ اے مولا! اُجڑے ہوئے لٹے پٹے ہوئے اور زخم خوردہ عوام کے نصیب میں امن، سکون اور خوشحالی لکھ دے! اس نئے سال میں پاکستان کے باسیوں کی زندگیوں میں اتنے سکھ آئیں کہ وہ پچھلے تمام دکھوں کو بھول جائیں (آمین)

یہی دعا ہے ہمارے لبوں پر
اس نئے سال کے آغاز پر

☆☆☆

حیف کہ ''سرزمین پاک'' غلبۂ اہرمن میں ہے!

محبوب الحق عاجز

فوجی آمر پرویز مشرف کا خون آشام عہد اقتدار اہل پاکستان پر قیامتیں ڈھا رہا تھا۔ ''روشن خیالی'' کی بدبو سماج کو متعفن کر رہی تھی۔ ''اعتدال پسندی'' کی سُرخ آندھیاں دھرتی پر سے نظریہ کی ہر پختہ عمارت اور ہر کچے گھروندے کو ڈھا رہی تھیں۔ انتہا پسندی کی آڑ میں اسلام پسندی پر لعن طعن کا وہ شور مچا تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ مسجد و مدرسہ مسمار اور اہل مدرسہ پابند سلاسل کیے جا رہے تھے۔ تعلیم و تعلم، آئین و قانون، معیشت و معاشرت اور الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا پر سے ہر دینی و تہذیبی شناخت کو مٹایا اور ''اتاترک'' کی لادین جبریت کو مسلط کیا جا رہا تھا۔ مہنگائی کا عفریت بے قابو ہو گیا تھا۔ بے حیائی اپنی حدوں کو عبور کر رہی تھی۔ خیبر تا کراچی اور درہ بولان تا گلگت ملک پر خوف اور دہشت کی فضا طاری تھی۔ ملکی اور غیر ملکی ایجنسیاں دن دیہاڑے قوم کے بیٹوں، بیٹیوں کو ''اغوا'' کر لیتی تھیں۔ بے انصافی کا یہ عالم تھا کہ ایوانہائے عدل میں بیٹھے لوگ اپنی مسندوں سے محروم ہو کر خود انصاف مانگنے لگے تھے۔ خارجی سطح پر نائن الیون کے بعد امریکہ کی ایک دھمکی پر اُس کے سامنے سجدہ ریز ہو جانے کے بعد وطن عزیز میں امریکی مداخلت اور اثر و رسوخ اس قدر بڑھ گیا تھا کہ پاکستان امریکہ کی ایک ذیلی ریاست دکھائی دینے لگا تھا، اور مشرف امریکہ کے مقرر کردہ گورنر۔ ایسے میں جبکہ دین اور ملک و ملت کے حوالے سے افراد قوم سخت متفکر تھے، اُن کے اذہان اضطراب اور قلب خوف سے بھر گئے تھے، ہر ذی ہوش پاکستانی مسلمان ایک ہی بات کہتا تھا، یہ ساری نحوست اور عذاب فوجی آمریت کا کیا دھرا ہے۔ ایک دفعہ یہ سیاہ دور ختم ہو جائے، قوم کے دن پھر جائیں گے اور حالات بدل جائیں گے۔

پھر مالک ارض و سماوات نے جو رات کے بعد دن کو طلوع کرتا ہے، اہل پاکستان کو پرویزی حکمرانی سے نجات دے دی۔ 18 فروری 2008ء کے انتخابات کے نتیجے میں جمہور کے ووٹوں سے منتخب لوگ ایوانہائے اقتدار میں جا پہنچے۔ جرنیلی عہد ختم ہوا اور عوامی دور شروع ہو گیا۔ تب سے اب تک دو سال ہونے کو ہیں، مگر چہروں کی تبدیلی کے سوا کچھ بھی نہیں بدلا۔ استبدادی نظام پہلے کی طرح جمہور وطن کے لیے سوہانِ روح بنا ہوا ہے۔ اہل پاکستان کو اختلاف فوجی آمر کی ذات سے نہیں، اُس کی ظالمانہ پالیسیوں اور طرز حکمرانی سے تھا، جس نے ملک کو جنگل بنا دیا تھا۔ یہ جنگل آج اور بھی گھنا ہو گیا ہے۔ اگر پرویزی عہد میں ملک کی نظریاتی جہت کو تبدیل کرنے کے ناپاک ایجنڈے پر عمل ہوتا رہا تو آج کے حکمران ملک کے نام سے ''اسلامی'' کا سابقہ بھی ہٹا دینا چاہتے ہیں۔ حکومت کی دستور پر نظر ثانی کے لیے قائم کمیٹی کے سامنے یہ تجاویز پیش کی گئی ہیں کہ پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ کی بجائے عوامی جمہوریہ سے بدل دیا جائے۔ صدر مملکت کے مسلمان ہونے کی شرط ختم کر دی جائے۔ قرارداد مقاصد کو عملی دفعات سے خارج کیا جائے اور توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کی جائے۔ فوجی آمر نے اگر ملک میں امریکی مداخلت کا دروازہ کھولا تھا تو عوامی حکومت نے کون سی کسر باقی رہنے دی ہے۔ ملک کے حساس مقامات اور بڑے شہروں پشاور، راولپنڈی، اسلام آباد، لاہور اور کراچی میں امریکی ایجنسیوں کے اہلکار اور بلیک واٹر کے غنڈے غیر قانونی طور پر اسلحہ سمیت دندناتے پھرتے ہیں۔ یہ لوگ ہمارے قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں کو دھمکاتے اور اُن کی توہین کرتے ہیں۔ مگر حکمران بھیگی بلی بنے ہوئے ہیں۔ انہیں گرفتار نہیں کیا جاتا۔ غلامی کی انتہا ہے کہ امریکہ میں تو ہمارے لوگوں کی برہنہ تلاشی لی جا رہی ہے اور ہم امریکی دہشت گردوں کی چیکنگ بھی نہیں کر سکتے۔ اِسی عوامی دور میں تربیلا اور سہالہ میں امریکی فوجی تعینات ہیں۔ جیکب آباد میں امریکی اڈے کی تعمیر جاری ہے۔ اسلام آباد میں امریکی ایمبیسی کی توسیع کی آڑ میں 56 ایکڑ کے وسیع رقبے پر ''منی پینٹاگون'' بنایا جا رہا ہے۔ اسلام آباد اور دوسرے شہروں میں بیسیوں کوٹھیاں امریکیوں نے لے رکھی ہیں، جن میں مبینہ طور پر مشکوک سرگرمیاں جاری ہیں۔ کل اگر امریکی ڈرون طیارے ہماری فضاؤں کو روندتے ہوئے ہمارے بے گناہ قبائلی بھائیوں اور بہنوں، مساجد اور مدارس پر حملے کرتے تھے تو یہ منحوس سلسلہ آج کہاں رُک سکا ہے۔ ہماری خودمختاری کے ساتھ یہ سنگین مذاق بدستور جاری ہے۔ ڈرون طیارے ہماری ہی سرزمین سے اُڑ کر ہم ہی پر حملے کر رہے ہیں، گھروں کو ملبہ کا ڈھیر بنا رہے اور بے گناہوں کا خون بہا رہے ہیں، بلکہ اب واشنگٹن کے ایوانوں میں ان حملوں کو کوئٹہ اور دوسرے علاقوں تک وسعت دینے کی پلاننگ کی جا رہی ہے۔ پھر یہ کہ امریکی دباؤ پر سوات اور وزیرستان میں فوجی آپریشن اور آگ و خون کا کھیل جاری ہے، جس میں دونوں طرف اپنے ہی لوگ جاں بحق ہو رہے ہیں۔ کل اگر لوگ مہنگائی اور مفلسی سے تنگ آ کر خودکشیاں کرتے تھے تو آج مہنگائی کا گراف زیادہ بلند ہو گیا ہے۔ آٹا چینی جیسی بنیادی اشیاء کے نرخ دوگنا ہو چکے ہیں۔ نئے عیسوی سال کی آمد پر حکومت نے عوام کو گیس اور بجلی کی قیمتوں میں ہوش ربا اضافے کا تحفہ دیا ہے۔ اگر پرویزی اقتدار میں ملک خوف اور دہشت کا

> رابرٹ گیٹس کہہ رہے ہیں کہ ''جتنا زیادہ یہ اندرونی طور پر حملوں کا شکار ہوں گے جیسا کہ راولپنڈی (مسجد) حملے میں ہوا۔ اتنا ہی زیادہ وہ ہم سے مدد لینے پر رضامند ہوں گے''

شکار تھا، تو آج یہ دہشت ہر گھر اور ہر گلی کوچے میں داخل ہو چکی ہے۔ کسی کی بھی جان محفوظ نہیں۔ بازار، تعلیمی ادارے اور مساجد تک میں دہشت گردی کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ اور امریکی اپنی لگائی ہوئی اس آگ پر پھولے نہیں سمارہے۔ رابرٹ گیٹس کہہ رہے ہیں کہ "جتنا زیادہ یہ اندرونی طور پر حملوں کا شکار ہوں گے جیسا کہ راولپنڈی (مسجد) حملے میں ہوا۔ اتنا ہی زیادہ وہ ہم سے مدد لینے پر رضامند ہوں گے۔"

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اہل پاکستان کی سادہ لوحی ہے کہ وہ محض چہروں کی تبدیلی سے حالات کے بدلنے کی امید لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ گزشتہ 63 سالوں سے یہ دیکھ رہے ہیں کہ ملک پر ایک مخصوص مافیا کا راج ہے، جو کبھی سول اور کبھی فوجی حکمرانی کے روپ میں پاک دھرتی پر مسلط ہوتا چلا آتا ہے۔ اس مافیا نے نہ تو کبھی ملک کے اساسی نظریے کو پروان چڑھانے کی سنجیدہ کوشش کی ہے، اور نہ عوام کے دکھوں اور کرب کا مداوا کیا ہے۔ اس کے باوجود، عوام کا حافظہ کمزور ہے، وہ ہر نئے آنے والے کو اپنا مسیحا خیال کرتے ہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ ہم اس خود فریبی سے نکلیں اور اس حقیقت کو اپنے دل و دماغ میں جاگزیں کریں کہ ہمارے حالات چہروں کو بدلنے سے نہیں، ایک صحیح اسلامی انقلاب برپا کرنے سے تبدیل ہوں گے۔ ہمارا اصل مسئلہ افراد اور سیاسی پارٹیاں نہیں، اصل مسئلہ گلا سڑا، طبقاتی، استحصالی نظام ہے، جو جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو تحفظ دیتا اور غریبوں اور ناداروں کو خودکشی پر مجبور کرتا ہے، جو عملاً سماجی مساوات کی نفی اور طبقاتی امتیاز کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، جو معاشرے میں کرپشن، بددیانتی اور لوٹ مار کی راہیں کھولتا ہے، جو عدل و انصاف کی راہیں مسدود اور ظلم اور ناانصافی کے دروا کرتا ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ نظام ہے۔ جب تک یہ نظام نہیں بدلے گا، ہمارے حالات میں تغیر نہیں آئے گا۔

اے اہل پاکستان! اے اہل دانش اور اے رجال دین! اس استبدادی نظام کو ضرور تبدیل ہونا ہے، اور اسلامی نظام کا سورج طلوع ہونا ہے۔ اس لیے کہ رات کتنی بھی طویل کیوں نہ ہو، بالآخر صبح ضرور طلوع ہوتی ہے۔ لیکن یہ نظام ہماری آرزوؤں، تمناؤں اور دعاؤں سے نہیں بدلے گا۔ یہ انتخابی جدوجہد کے ذریعے بھی تبدیل نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ تاریخ میں کب ایسا ہوا ہے کہ پہلے سے قائم نظام اور اُس سے مراعات یافتہ طبقے نے نئے مخالف نظام کے لیے جگہ خالی کی ہو۔ اس مقصد کے لیے بھرپور انقلابی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ ایک پرامن، منظم احتجاجی تحریک برپا کرنا ضروری ہے، جو وقتی سیاست کے ہنگاموں سے پاک ہو، اُس کا ہدف اور مطالبہ کوئی وقتی نعرہ نہ ہو، صرف اور صرف نفاذ اسلام ہو۔

اے مسلمانان پاکستان! نفاذ اسلام کی یہ جدوجہد ہم سب کا دینی فریضہ بھی ہے اور قیام پاکستان کا اولین تقاضا بھی۔ اسلام ہی اس ملک کا اساسی نظریہ اور ملک کی وحدت اور بقا و سلامتی کی ضمانت ہے۔ اسی سے ملک مضبوط اور مستحکم ہوگا، اور اسی سے ظلمتوں میں گھری قوم کو ظلم و ناانصافی، غربت و افلاس، بدامنی و انتشار، معاشی ناہمواری، طبقاتی امتیاز سے چھٹکارا ملے گا۔ تو اے اہل پاکستان، آیئے ظالمانہ نظام کا تحفظ کرنے والوں کے مقابلے میں اسلام کے عادلانہ نظام کے قیام کی منظم جدوجہد میں شامل ہو جایئے۔

ظلم بچے جن رہا ہے کوچہ و بازار میں
عدل کو بھی صاحب اولاد ہونا چاہیے

سیاسی مافیا اور اس کے جابرانہ نظام سے ملک کو آزاد کرانے کے لیے ہمیں سیاسی، لسانی اور مسلکی مفادات سے بالاتر ہو کر پاکستان میں پرامن احتجاجی مطالباتی تحریک چلانا ہوگی۔ ایک صالح اسلامی انقلاب کے لیے اپنی صلاحیتیں وقف کرنا ہوں گی۔ ہم نے پاکستان اس لیے تو نہیں بنایا تھا کہ انگریز کی غلامی کے بعد اُس کے ایجنٹوں کے غلام بن جائیں، جنہوں نے اپنے ہوس اقتدار، زر پرستی اور سیکولر ذہنیت کی خاطر ملک کو سماجی، معاشی اور سیاسی استحصال کی آگ جھونک رکھا ہے

نقش گر "وطن"! ترا نقش ہے نا تمام ابھی!
عقل ہے بے زمام ابھی، عشق ہے بے مقام ابھی!
خلق خدا کی گھات میں رند و فقیہہ و میر و پیر
تیرے جہاں میں ہے وہی گردشِ صبح و شام ابھی!
تیرے امیر مال مست، تیرے فقیر حال مست
بندہ ہے کوچہ گرد ابھی، خواجہ بلند بام ابھی!
دانش و دین و علم و فن بندگی ہوس تمام
"شرع" گرہ کشائے کا فیض نہیں ہے عام ابھی!
"حیف کہ سرزمین پاک غلبۂ اہرمن* میں ہے
آہ! کہ تیغ دین ہے پردگی نیام ابھی!"

(*پارسیوں کے عقیدہ کے مطابق بدی کا خدا، مجازاً شیطان)

☆☆☆

بقیہ تاریخ اسلام کی چند مثالی شادیاں

وحی نازل نہ ہو جائے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غضب سے بچئے۔ میں تو اپنے لیے اس کو پسند کرتی ہوں جس کو اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا ہے۔ اس لڑکی کے بھی کمال ایمان کی انتہاء ہو گئی کہ اس نے دلوں کو دیکھا صورت کو نہیں دیکھا۔ اللہ اور رسول ﷺ کی خوشی کو دیکھا۔ جب لڑکی کے ماں باپ حضور ﷺ کی مجلس میں گئے تو حضور ﷺ نے پوچھا کہ تم نے میرا بھیجا ہوا آدمی واپس کر دیا تو انہوں نے شرمندگی کا اظہار کیا اور توبہ کی اور عرض کیا کہ ہم کو شبہ ہوا کہ انہوں نے کہیں جھوٹ نہ کہا ہو۔ ہم تو آپؐ کے تابع ہیں۔ ہم ان کو اپنی لڑکی دیتے ہیں۔ چنانچہ ماں باپ نے اپنی چہیتی بیٹی کو حضرت سعد اسود ؓ کے حوالے کر دیا۔ لڑکی نے ماں باپ سے کہا تھا کہ جب اللہ اور رسول ﷺ کا کوئی فیصلہ ہوتا ہے تو اس میں کسی کو اختیار نہیں رہتا اور لڑکی نے یہ آیت پڑھ کر سنائی:

(ترجمہ) "اور کسی مؤمن مرد اور عورت کے لیے جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کوئی فیصلہ کر دیں تو ان کو اپنی طرف سے کوئی اختیار نہیں رہتا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا۔" (الاحزاب: 36)

اس کے بعد حضرت سعد اسود ؓ اپنی بیوی کے لیے بازار سے کچھ سامان خریدنے کے لیے تشریف لے گئے۔ اسی اثناء میں جنگ کا اعلان ہوا تو انہوں نے بیوی کے لیے سامان خریدنے کی بجائے اسی پیسہ سے تلوار، نیزہ، گھوڑا وغیرہ جنگی سامان خرید لیا اور جنگ میں جا کر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ تو حضور ﷺ نے ان کے سر مبارک کو اپنی گود میں لیا اور پھر ان کی تلوار اور گھوڑا وغیرہ ان کی بیوی کے پاس بھیجا۔ ان کے سسرال والوں سے کہلا بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری لڑکی سے زیادہ خوبصورت لڑکیوں سے آخرت میں اس کی شادی کرا دی ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ظاہری خوبصورتی کو نہیں دیکھتا بلکہ اندرونی سیرت اور قلوب کو دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سعد اسود ؓ کو اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے۔

(اسد الغابہ 2/184)

مندرجہ بالا واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تعلیم و تربیت نے حسب و نسب، مال و دولت عجمیت و عربیت، غلام و آزاد پیشہ و حرفت کے تمام امتیازات مٹا دیے ہیں۔ اگر کوئی چیز امتیاز و تفوق کی ہے تو وہ تقویٰ و دینداری اور حسن اخلاق ہے۔ اسی لیے عہد رسالت میں شادی بیاہ کے مقدس رشتے میں بس اسی کی پوچھ اور قدر تھی۔ اور پورا معاشرہ "مؤمنین آپس میں بھائی بھائی ہیں" کا عملی اور حقیقی نمونہ تھا۔

تاریخ اسلام کی چند مثالی شادیاں

فرید اللہ مروت

مسلم معاشرہ میں شادی روز بروز مشکل سے مشکل تر ہوتی جا رہی ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات اور صحابہ کرام ؓ کے طرز عمل کو چھوڑ دیا ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام ؓ کے زمانے کی شادیوں کو دیکھ لیا جائے اور انہیں اپنے لیے مشعل راہ بنا لیا جائے تو ہماری زندگی کی آدھی پریشانیاں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔ آیئے اس سلسلہ میں تاریخ اسلام کی چند مثالی شادیوں کا احوال ملاحظہ کریں۔

حضرت علی ؓ کی شادی:

حضرت علی ؓ نبی کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی اور چوتھے خلیفہ راشد تھے۔ چچا ابو طالب کی وفات کے بعد حضرت علی ؓ کی پرورش آنحضرت ﷺ نے کی۔ اُن کی اپنی کوئی جائیداد نہ تھی۔ وہ فقراء صحابہؓ میں سے تھے۔ حضرت علی ؓ نے نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت محمد ﷺ نے قبول کر لیا۔ شادی کی کوئی رسم جس کا آج کل رواج ہے، ان میں سے کوئی بھی ادا نہ کی گئی۔ مہر بھی تھوڑا سا تھا۔ حضرت سیدہ فاطمہ ؓ کی رخصتی کس شان سے ہوئی، نہ دھوم دھام، نہ شامیانہ، نہ پالکی، نہ دراہم و دنانیر کی بکھیر، نہ حضرت علیؓ گھوڑے پر چڑھ کر آئے، نہ بینڈ باجا، نہ بارات کی چڑھائی، نہ آتش بازی، نہ ادھار، نہ قرض۔ ایک انصاری حارث بن نعمان ؓ نے اپنے مکانوں میں سے ایک مکان آپؐ کو دے دیا۔ اسی میں دلہن کو اتارا گیا۔ مسلمان اسی کی اتباع کریں تو بڑی مصیبتوں سے بچ سکتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ رات کو اپنی بیٹی کے گھر تشریف لے گئے، چونکہ حضرت علیؓ کے پاس کوئی خادم نہیں تھا، اس لیے دونوں میاں بیوی پر کام تقسیم فرما دیا۔ سردار دو جہاں کی صاحبزادی خود چکی پیستی تھیں، جس سے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے۔ ہانڈی خود پکاتی تھیں۔ جھاڑو خود دیتی تھیں، جس سے کپڑے میلے ہو جاتے تھے۔

ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ ؓ حاضر خدمت ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے اور علی ؓ کے پاس صرف مینڈھے کی کھال ہے، جس پر ہم رات کو سوتے ہیں اور دن میں اس پر اونٹ کو چارہ کھلاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: "بیٹی، صبر کرو، کیونکہ موسیٰ ؑ نے دس برس تک اپنی بیوی کے ساتھ قیام کیا اور دونوں کے پاس صرف ایک عباء تھی، اسی کو اوڑھتے اور اسی کو بچھاتے۔" یہ ہے دو جہاں کی شہزادی جس کے پاس نہ ڈبل بیڈ ہے، نہ فوم کے گدے اور نہ صوفے۔

ایک مرتبہ حضرت فاطمہ ؓ نے گھر کے کام کاج اور خدمت کے لیے ایک غلام طلب کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اے فاطمہؓ! اللہ سے ڈرو اور اپنے رب کا فریضہ ادا کرو اور اپنے شوہر کا کام انجام دے اور سوتے وقت 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمدللہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، جو تیرے لیے خادم سے بہتر ہے۔ اس کے جواب میں حضرت فاطمہ ؓ نے عرض کیا کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے راضی ہوں۔" اس واقعہ میں بھی آج کل کی عورتوں کے لیے جو گھریلو کام کاج کو باعث گناہ خیال کرتی ہے، بڑا سبق ہے۔ وہ نوکر، نوکرانیاں رکھ کر خاوند پر بے جا بوجھ ڈالنے کا سبب بنتی ہیں۔

حضرت زبیرؓ بن العوام کی شادی:

حضرت زبیرؓ نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ (فداہ ابی وامی) کے پھوپھی زاد بھائی اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ان کی شادی حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق ؓ سے ہوئی۔ حضرت اسماء ؓ بیان کرتی ہیں کہ شادی کے وقت حضرت زبیر ؓ کے پاس کچھ نہ تھا۔ نہ مال و دولت نہ ملازم، صرف ایک گھوڑا تھا۔ میں ان کے گھر میں گھوڑے کی دیکھ بھال کرتی، کھجور کے بیج کوٹتی، پانی بھرتی اور ڈول رسی کا انتظام کرتی۔ آٹا بھی خود گوندھ لیا کرتی تھی۔ البتہ روٹی اچھی طرح نہیں پکا سکتی تھی۔ اس لیے انصاری پڑوسنیں روٹی پکا دیا کرتی تھیں۔ گھر سے دور ایک جاگیر تھی، جسے رسول اللہ ﷺ نے زبیرؓ کو دیا تھا۔ میں وہاں سے کھجور کے بیج سر پر لایا کرتی تھی۔ ایک دن سر پر ٹوکری لیے آ رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام ؓ کی ایک جماعت کے ساتھ مل گئے۔ آپؐ نے مجھے بلا کر محبت و شفقت اور دلجوئی کی باتیں کیں۔ اس واقعے کے بعد میرے والد حضرت ابوبکر ؓ نے میرے پاس ایک ملازم بھیجا جو گھوڑے کی دیکھ بھال کرنے لگا۔ اور مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میرے والد نے مجھے آزادی بخش دی ہے۔

اس واقعہ سے حضرت ابوبکر ؓ کے داماد کی مالی حالت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ نکاح کے رشتے میں ان حضرات کے پیش نظر مال و دولت کی فراوانی نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہوتا تھا کہ "جس کے دین اور اخلاق تمہیں پسندیدہ ہوں اس سے اپنی بیٹیوں، بہنوں اور اس جیسی دوسری عورتوں کا نکاح کر دیا کرو۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی شادی

یہ نبی کریم ﷺ کے نہایت جلیل القدر صحابی ہیں۔ کتاب اللہ کے بہت بڑے عالم، فقہائے امت میں سرفہرست، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، یعنی اُن کو زندگی ہی میں جنت کی خوشخبری ملی تھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی شادی حضرت زینب بن معاویہؓ سے ہوئی۔ شادی کے وقت عبداللہ ؓ کا کوئی خاص ذریعہ معاش نہ تھا۔ زینب بنت معاویہؓ کے گھر میں آتے ہی تنگ دستی آسانی سے بدل گئی۔ حضرت زینب ؓ دست کاری جانتی تھیں، اسی سے اپنے شوہر اور اولاد کی کفالت کرنے لگیں۔ ایک دن بیوی نے کہا کہ آپ نے اور آپ کی اولاد نے مجھے صدقات سے روک دیا۔ جو کچھ کمائی ہوتی ہے، آپ لوگوں پر خرچ ہو جاتی ہے۔ اس سے میرا کیا فائدہ ہوگا اور کیا ثواب ملے گا۔ شوہر نے کہا، تم اپنے ثواب کی کوئی صورت نکال لو، مجھے تمہارا نقصان گوارا نہیں ہے۔ اس گفتگو کے بعد حضرت زینبؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ میں دستکاری سے جو کچھ کما لیتی ہوں، شوہر اور بال بچوں پر خرچ کر دیتی ہوں۔ میرے شوہر کا کوئی مستقل ذریعہ معاش نہیں ہے۔ اسی وجہ سے میں اپنی کمائی سے غرباء و مساکین کی خدمت نہیں کر سکتی۔ کیا اس صورت میں مجھے ثواب ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں تم کو اپنے شوہر وغیرہ کی خبر گیری کرنی چاہیے۔ تم کو اس میں بھی ثواب ملے گا۔ (بحوالہ مسلم شریف)

عرب معاشرے میں عورتیں دستکاری میں عار محسوس نہیں کرتی تھی اور دستکاری کے ذریعے پورے خاندان کی کفالت کرتی تھیں۔ ہمارے ہاں عورتوں کو چھوڑیے مرد بھی دستکاری کو عیب اور باعث ذلت سمجھتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی ؓ کی شادی:

حضرت سلمان فارسیؓ نے قبیلہ کندہ کے ایک شخص کی بیٹی سے شادی کی۔ جب وہ دلہن کے پاس گئے تو دلہن سے

مخاطب ہو کر کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ تم کو شادی کی استطاعت بخشے تو تم میاں بیوی اطاعت خداوندی کا عہد و پیماں کر لینا۔ دلہن نے کہا کہ اس وقت آپ میرے مالک ہو گئے ہیں۔ اب جو حکم ہو ماننا ضروری ہے۔ حضرت سلمان ؓ نے کہا، اچھا اٹھو، سب سے پہلے نماز پڑھی جائے اور دعا کی جائے۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی نماز و دعا میں مشغول ہو گئے۔ (کتاب السنن، سعید بن منصور)

حضرت صہیب رومی ؓ کی شادی:

حضرت صہیب رومی ؓ عربی النسل ہیں مگر بچپن میں رومی ان کو پکڑ کر لے گئے تھے، اس لیے رومی کہے جاتے ہیں۔ غزوہ بدر اور دوسرے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ حضرت صہیب ؓ کو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ قبیلہ انصار میں اپنی شادی کی بات کرو۔ قبیلہ انصار کے لوگوں نے کہا، تم غلام ہو، ہم تم سے شادی نہیں کریں گے۔ حضرت صہیبؓ نے عرض کیا، اگر رسول اللہ ﷺ مجھے حکم نہ دیتے تو میں یہاں نہ آتا۔ لوگوں نے کہا، کیا رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں۔ پھر ان لوگوں نے کہا کہ اب تم کو اختیار ہے اور ان کی شادی کر دی۔ اس واقعہ سے اندازہ لگائیے کہ نبی کریم ﷺ کس طرح عرب کے ماحول میں حسب و نسب غلام و آزاد کی تفریق مٹا کر تربیت و اصلاح فرما رہے ہیں۔

حضرت سالم ؓ کی شادی:

ابو حذیفہ بن عتبہ ؓ نے اپنی بھتیجی ہند بنت ولید کی شادی ایک انصاری عورت کے غلام سالمؓ سے کر دی۔ ہند بنت ولید قریش کی نہایت محترم خاتون تھیں۔ اہل قریش کو یہ بات پسند نہ آئی اور انہوں نے کہا کہ حضرت حذیفہ ؓ نے اپنی بھتیجی کی شادی ایک غلام سے کر دی۔ ابو حذیفہ ؓ نے کہا، میں صرف یہ جانتا ہوں کہ سالم ؓ ہند ؓ سے بہتر ہے۔ حضرت حذیفہ ؓ کی اس بات سے لوگوں کو اور زیادہ تعجب ہوا۔ (بحوالہ جمع الفوائد)

یہ آنحضرت ﷺ کی تربیت کا اثر تھا کہ صحابہ کرام ؓ شادی بیاہ میں دین کو مقدم رکھتے تھے۔

حضرت ابو ہند ؓ کی شادی:

ان کا اصل نام یسار تھا۔ حضرت ابو ہند ؓ عرب کے انتہائی معزز قبیلے بنو بیاضہ کے غلام اور حجام تھے۔

نبی کریم ﷺ نے بنو بیاضہ کو حکم دیا کہ وہ لوگ اپنی عورتوں میں سے کسی سے ابو ہند ؓ کی شادی کر دیں۔ اس پر ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہم بیٹیوں کی شادی اپنے غلاموں سے کر دیں۔ اس پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

(ترجمہ) ”لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو (اور) اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ہے۔“ (الحجرات: 13)

حضور ﷺ نے فرمایا: ”اپنی بیٹی ابو ہند کو دو اور ان کی بیٹی بھی لو۔“ (الجامع لاحکام القرآن 16 ص 347)

ایک تاریخی شادی:

سعید بن مسیب ؒ ایک جلیل القدر تابعی گزرے ہیں۔ مشہور حافظ حدیث صحابی حضرت ابو ہریرہ ؓ کے داماد تھے۔ سعید بن مسیب کی ایک بیٹی تھی، جو نہایت خوبصورت خوب سیرت، کتاب اللہ کی حافظہ اور سنت رسول ﷺ کی عالمہ تھی۔ اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اپنے بیٹے ولید کے لیے اس کا رشتہ مانگا لیکن آپؒ نے انکار کر دیا۔ اس انکار کی وجہ سے سعید ابن مسیب ؒ کو سخت سختیاں جھیلنی پڑیں۔

اب سعید بن مسیب ؒ اپنی بیٹی کے رشتے کے لیے فکر مند ہو گئے اور سوچنا شروع کیا کہ جیسے ہی کوئی مناسب رشتہ ملے تو لڑکی کا عقد کروں گا۔ ان دنوں ان کے درس میں باقاعدگی سے حاضر ہونے والا شاگرد ابو وداعہ غیر حاضر تھا۔ آپؒ کے دل میں طرح طرح کے وسوسے پیدا ہو رہے تھے کہ نہ معلوم بیچارے کو کوئی حادثہ پیش آ گیا یا بیمار ہے۔ تین دن کے بعد شاگرد درس میں نظر آیا، لیکن وہ پریشان اور غم زدہ تھا۔ دریافت کیا ”بھائی تین دن کہاں تھے؟“ اس نے کہا، حضرت! میری بیوی وفات پا گئی تھی، میں اس کی تجہیز و تکفین میں مصروف رہا۔ لوگ تعزیت کے لیے آ رہے تھے، اس لیے حاضر نہ ہو سکا۔ تین دن شرعی تعزیت پوری کر کے آ گیا۔ دریافت فرمایا: ”اب کیا ارادے ہیں؟“ دوسری شادی کرو گے؟ طالب علم نے جواب دیا۔ حضرت! مجھ فقیر، قلاش اور مفلوک الحال آدمی کو بھلا کون رشتہ دے گا؟ دن بھر پڑھائی کرتا ہوں، رات میں مزدوری کرتا ہوں۔ طالب علم یہ کہہ رہا تھا تو سعید بن مسیب ؒ کے ذہن میں اپنی اکلوتی عالمہ فاضلہ حسین و جمیل اور نہایت صالح بیٹی کا تصور گردش کر رہا تھا۔ آپؒ اس طالب علم کو اچھی طرح جانتے تھے اور یہ تقویٰ کی اس معیار پر پورا اترتے تھے جو وہ چاہتے تھے۔ طالب علم کو مخاطب ہو کر فرمایا: میری بیٹی سے شادی کرو گے؟ طالب علم بھونچکا ہو گیا، کہا، حضرت کیا یہ ممکن ہے؟ فرمایا کہ ”ہاں“۔ پھر طلبہ کو جمع کیا۔ ایجاب و قبول ہوا اور نکاح ہو گیا۔

ابو وداعہ کو خوشی تو ہوئی لیکن اب رخصتی کے لیے پریشان تھا کہ قرض وغیرہ کہاں سے حاصل کروں۔ دن بھر روزہ رکھ کر شام کو افطار کیا، تو دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی۔ پوچھا، کون ہے؟ آواز آئی سعید۔ ابو وداعہ کہتے ہیں میں نے سعید بن مسیب ؒ کو چھوڑ کر اس نام کے ہر شخص کا تصور کیا، کیونکہ سعید بن مسیبؒ تو چالیس برس سے اپنے گھر اور مسجد کے علاوہ کہیں نہیں گئے۔ اٹھ کر دروازہ کھولا تو وہاں سعید بن مسیب ؒ کھڑے تھے۔ میں نے کہا: اے ابو محمد (سعید کی کنیت) آپ نے کیوں زحمت فرمائی، مجھے بلا بھیجا ہوتا۔ انہوں نے کہا: مجھے خیال آیا کہ تم اپنے گھر میں تنہا ہو گے، حالانکہ اب تو تمہاری شادی ہو چکی ہے۔ مجھے گوارا نہیں ہوا کہ تم تنہا رات بسر کرو اور یہ ہے تمہاری بیوی، اس کو میں ساتھ لایا ہوں۔ انہوں نے اپنی صاحبزادی کو دروازے کے اندر کیا اور واپس چلے گئے۔ یہ تھی وہ اسلامی شادی، نہ رسم مہندی، نہ جہیز، نہ کوئی ہنگامہ۔ مومنوں کی بیٹیاں اسی طرح بیاہی جاتی ہیں کیونکہ شادی کے لیے معیار تقویٰ ہے۔

حضرت سعد اسود ؓ کا حوروں سے نکاح:

حضرت سعد اسود ؓ ایک جوان قابل قدر صحابی تھے، نہایت کالے اور بدصورت تھے۔ انہوں نے اپنی شادی کے لیے مدینہ منورہ کے ہر قبیلہ میں پیغام بھیجا اور بڑی کوششیں کیں مگر ان کی بدصورتی اور ان کے زیادہ کالے ہونے کی وجہ سے کسی نے اپنی لڑکی ان کو دینا پسند نہیں کیا۔ حضرت سعد اسود ؓ حضور ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا میرا کالا پن اور بدصورتی مجھے جنت میں داخل ہونے سے روک سکتی ہے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اگر تم اللہ اور رسول پر ایمان لا چکے ہو اور تقویٰ اور پرہیزگاری کا راستہ اختیار کر چکے ہو تو ایسا ہرگز نہ ہوگا، بلکہ اللہ کے یہاں تمہارا بہت بلند مقام ہوگا۔ تو حضرت سعد اسود ؓ نے کلمہ پڑھ کر اپنا ایمان ثابت کیا اور حضور ﷺ کے سامنے اپنی پریشانی کا اظہار کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! جو لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور جو آپؐ کی مجلس میں نہیں آتے ہیں، دونوں قسم کے لوگوں کے یہاں میں نے اپنی شادی کا پیغام دیا ہے لیکن میری بدصورتی کی وجہ سے کوئی بھی اپنی لڑکی دینے کے لیے تیار نہیں ہے، تو حضور ﷺ نے ان کے لیے مدینہ منورہ کی سب سے خوبصورت اور سب سے باعزت گھرانے کی پڑھی لکھی سمجھدار لڑکی کی منتخب فرمائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا، تم عمیر بن وہب ثقفی ؓ کے پاس جاؤ اور ان کی لڑکی جو سب سے زیادہ خوبصورت، سب سے زیادہ سمجھدار ہے اس کے ساتھ میں نے تمہارا نکاح کر دیا اور تم جا کر عمیر بن وہب ثقفی ؓ کو میرا پیغام سنا دینا کہ ان کی لڑکی کے ساتھ میں نے تمہارا نکاح کر دیا ہے۔

جب حضرت سعد ؓ نے جا کر لڑکی کے ماں باپ کو اطلاع دی تو ماں باپ نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور واپس کر دیا۔ جب لڑکی نے یہ منظر دیکھا تو ماں باپ سے کہنے لگی کہ اللہ کی طرف سے تمہارے خلاف

(باقی صفحہ 8 پر)

حقوق انسانی کی پامالی کے مرتکب، طالبان نہیں خود امریکہ ہے

طالبان کا اصل 'جرم' یہ تھا کہ وہ 'اسلامی ماڈل' پیش کرنا چاہتے تھے

عابد اللہ جان کی معرکہ آرا کتاب

"Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade"

کا قسط وار اُردو ترجمہ

ترجمہ: محمد فہیم

کسی نے بھی جرأت نہیں کی کہ طالبان حکومت کا کم از کم دُنیا بھر میں انسانی حقوق کی پامالی کے مرتکب لوگوں کے ساتھ ایک تقابلی موازنہ کر لیتے۔ مثال کے طور پر کویت کو دیکھیں، یہ حکومت امریکہ نے بہت بڑی قیمت وصول کر کے دوبارہ بحال کرادی۔ جب امیر کویت دوبارہ اپنے گولڈن ٹاسکلس پر براجمان ہوا تو اس نے 3 لاکھ 50 ہزار فلسطینیوں میں سے جو جنگ سے پہلے وہاں تھے، 2 لاکھ 90 ہزار کو نکال دیا۔ ان کو قید و بند کی تعذیب دی گئی۔ مختلف قسم کے دباؤ ڈال کر اور سمری ٹرائلز کر کے ان کو نہایت ظالمانہ طریقے سے کویت سے نکال باہر کیا۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے ریکارڈ کیا ہے کہ 40 فلسطینیوں کو مختصر فیصلہ کے بعد موت کی سزا دی گئی۔ 120 لاپتہ ہو گئے۔ 5 ہزار کو قید میں ڈالا گیا، ان کو مارا گیا۔ دیگر 7000 کو ملک سے نکال دیا گیا۔ عورتوں کے ساتھ جو کیا گیا اس کو تو ایک طرف رکھئے۔ بی بی سی کی ایک رپورٹ کے مطابق کویت میں پہلے سے موجود چار لاکھ 50 ہزار فلسطینیوں میں سے صرف 9 ہزار باقی رہے ہیں۔ بقیہ کو بزور نکال باہر کیا گیا۔

مڈل ایسٹ واچ (جو نیو یارک میں مقیم ہیومن رائٹس واچ کا حصہ ہے) کی ایک رپورٹ کے مطابق کویتی حکومت نے گھریلو ملازمین کے ساتھ سلوک کے معاملے میں ہر قسم کے سول اور فوجداری قوانین کو متروک کر کے غیر مؤثر کر دیا۔ کویت میں جتنی بھی خواتین خادماؤں سے انٹرویو لئے گئے، انھوں نے قرضوں کے بدلے خدمت، پاسپورٹ کو قبضہ کر کے اپنی مرضی کے کام پر مجبور کرنا اور کویتی مالک کے گھر میں قیدی کے طور پر رہنے کی شکایتیں کیں۔ طالبان کے "مظالم" کی کہانیاں دہرانے والے کویت میں ان خادماؤں کی حالت زار نہیں دیکھتے جو عملی طور پر شیوخ کے گھروں میں قید ہیں۔ ڈروتی تھامس جو وومن رائٹ پراجیکٹ سے تعلق رکھتے ہیں اور جنھوں نے رپورٹ کی تیاری کے لیے مواد اکٹھا کیا، کہتے ہیں کہ "ہم نے کوئی ایک کیس بھی ایسا نہیں پایا، جس میں کویتی مالک کے خلاف فیصلہ کیا گیا ہو۔ ہر کیس میں صرف مظلوم کے خلاف فیصلہ کر کے سزا دی گئی ہے۔

جن دوسرے جرائم کے لیے طالبان کو موردِ الزام ٹھہرایا جاتا ہے ان کا اگر تقابل کیا جائے تو ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ انھوں نے کسی مسافر جہاز کو نہیں مار گرایا جس میں سینکڑوں لوگ ہلاک ہو گئے ہوں۔ انھوں نے 33 بمباروں کو کسی دوسرے ملک کے آسمان کو جگمگانے کے لیے روانہ نہیں کیا، جس سے درجنوں معصوم لوگوں کی ہلاکتیں ہوئی ہوں، جن میں سربراہ مملکت کی بچی بھی شامل تھی۔ انھوں نے تو یہ "مارو اور بھاگو" مہم دوسرے ملکوں کے سربراہوں کو قتل کرنے کے لیے منظم نہیں کی۔ انھوں نے 50 ہزار انسانوں کو قتل نہیں کیا، جس طرح کہ امریکی پشت پناہی میں ایل سلویڈور کی حکومت نے کی، جس کے 'ڈیتھ سکواڈ' نے لوگوں کے سر قلم کر کے ان کے اوپر ٹرک چلائے۔ یہ صرف دہشت گردی نہیں بلکہ 'بین الاقوامی' دہشت گردی تھی۔ اب تک ان چیزوں کی کوئی مذمت کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی ایمنسٹی رپورٹ سامنے آئی ہے اور نہ ہی دہشت گردوں کے خلاف کسی قسم کی کاروائی کی گئی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ان میں امریکہ ملوث رہا ہے۔ ان طالبان نے 18 لاکھ بے قصور مسلمانوں کو قاتلوں سے مروانے کا ارتکاب نہیں کیا۔ انھوں نے دُنیا اور اقوام متحدہ کے سامنے سرتا پا جھوٹ نہیں بولا، تاکہ دوسرے ممالک پر حملہ اور قبضہ کا جواز پیدا کیا جا سکے۔ انھوں نے دوسرے ملکوں پر قبضہ کیا اور نہ ہی ان کے شہروں کو زمین بوس کر دیا اور نہ ہی شہریوں پر سفید فاسفورس کا چھڑکاؤ کیا۔ انھوں نے تمام براعظموں میں اجتماعی کیمپ نہیں بنائے۔ انھوں نے کوئی پولیس سٹیٹ نہیں بنائی جس طرح کہ ہم دیکھتے ہیں کہ امریکہ کو ایک گیریژن سٹیٹ بنا دیا گیا ہے۔

اگر طالبان کو ان کے "جرائم" کی وجہ سے ہٹانا اور عمر بھر کے لیے بدنام کرنا ضروری تھا تو پھر ان لوگوں کے متعلق کیا خیال ہے جنھوں نے 1965ء کی شورش کے دوران انڈونیشی افواج کو سینکڑوں ہزاروں سویلین کو موت کے گھاٹ اتارنے میں مدد دی تھی، جو تاریخ میں سیاسی خون خرابے کے بڑے دلخراش واقعات میں سے ایک ہے۔ طالبان نے کسی دوسرے ملک میں اپنی فوجیں منظم نہیں کیں جس طرح کہ امریکہ نے لاؤس میں "وھائٹ سٹار آپریشن" کے نام پر کیا، جو روزانہ 800 فضائی حملوں میں 15 لاکھ ٹن بم گرا کر "پلان آف جار" سے اس کی ڈیڑھ لاکھ کی آبادی کے صفایا کرنے کا مرتکب ہوا۔

طالبان 20 لاکھ سے زیادہ لوگوں کو مارنے کے مرتکب نہیں ہوئے۔ انھوں نے 2 کروڑ 30 لاکھ کریٹرز، (بارودی سرنگوں سے پیدا شدہ گہرے گڑھے) نہیں چھوڑے، جنھوں نے ویت نام کی سرزمین کو چھوٹے دلدلوں میں تبدیل کر کے ناقابل کاشت بنا دیا۔ طالبان نے کسی کانگو کی افواج کی مدد نہیں کی، جس نے پیٹرلیس لومبا کا تختہ الٹ دیا اور لومبا کو یو این او کی حفاظت والے مکان سے اغوا کر کے مروا ڈالا۔ طالبان نے کمبوڈیا پر ایک لاکھ آٹھ ہزار ٹن بم نہیں گرائے جن کی وجہ سے سینکڑوں دیہات صفحہ ہستی سے مٹ گئے اور ہزاروں شہری اس بہانے سے ہلاک کیے گئے کہ یہ نیشنل لیبریشن فرنٹ (NLF) کے سپاہی تھے۔ طالبان نے سخت ترین ظالمانہ سیکیورٹی تنظیم نہیں بنائی جو ایران کے شاہ کے اقتدار کو قائم رکھنے کا کام کرے۔ طالبان نے نکاراگوا میں دہشت گردی کی مہمات نہیں چلائیں جہاں سی آئی اے کی سبوتاژ کارروائیوں نے وہاں کے لوگوں کو مفلوج کر کے رکھا اور وہاں روزمرہ کا کاروبار زندگی رُک گیا۔ یہ امریکہ ہے، جو سالانہ بنیادوں پر 100 بلین ڈالر کی مالی امداد دے کر اسرائیل کی دہشت گردی کی مشینری کو مصروف کار رکھتا ہے۔ یہ امداد 1948ء سے مہیا کی جا رہی ہے۔ اسرائیل واحد ملک ہے جسے فی مرد، عورت اور بچہ 1000 ڈالر سالانہ بنیادوں پر امداد ملتی ہے۔ امریکہ اسرائیل کو 10 ہزار ڈالر فی سپاہی کے حساب سے سبسڈی مہیا کرتا ہے۔

طالبان پر اس وجہ سے نکتہ چینی کی جاتی رہی کہ وہ ان کے خلاف اقدامات کر رہے تھے جو اندرونی طور پر

انہیں کمزور کر رہے تھے اور ان کے خلاف فوجی کارروائیوں میں مصروف تھے۔اس کا تو یہ مطلب ہے کہ طالبان کو اپنے بچاؤ کا کوئی حق حاصل نہ تھا، جبکہ امریکہ کی ہر انتظامیہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خود حفاظتی تدابیر کے بہانے اپنی سرحدات سے پرے دوسرے ملکوں میں مداخلت کرتا رہے۔ عراق اور افغانستان اس طویل فہرست کے تازہ ترین ممالک ہیں جن پر خود حفاظتی کے بہانے حملہ کیا گیا ہے۔واحد فرق یہ ہے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے پانامہ اور دوسری ریاستوں بشمول گریناڈا، نکاراگوا، بولیویا، برازیل، چلی، کیوبا، ایل سلویڈور، گوئٹے مالا، ہیٹی، ہنڈوراس، ایران، لبنان، لیبیا، پانامہ، صومالیہ اور ویت نام پر اس لئے حملہ نہیں کیا کہ امریکہ کو ان ملکوں میں ''اسلام'' سے اپنی حفاظت کرنے کی کوئی ضرورت تھی، بلکہ ان ملکوں میں اس کا مقصد اپنی بالادستی کو منوانا تھا جبکہ افغانستان پر حملہ اور قبضہ بنیادی طور پر اسلام کے خلاف حملہ ہے جو امریکہ نے کیا۔

افغانستان کے عوام نے طالبان کے ہاتھوں سے وہ کچھ نہیں دیکھا جو وہ آج امریکی افواج اور کرزئی کی کٹھ پتلی حکومت کی طرف سے ہوتا دیکھتے ہیں۔گارڈین اخبار کے مطابق امریکہ نے افغانستان کو ایک بہت بڑے قیدخانے میں تبدیل کردیا ہے۔اخباری رپورٹ کے مطابق ہیومن رائٹس کمیشن کے نمائندہ نادر نادری نے ہمیں کابل میں بتایا کہ افغانستان کو ایک بڑی امریکی جیل میں تبدیل کیا جارہا ہے۔ یہاں پر جو سسٹم ہے وہ فوجی مقاصد کے نکتہ نگاہ سے بنادیا گیا ہے اور اس سے حقوق انسانی کی پامالی کی بہت سی راہیں نکل گئی ہیں، جس کا افغانستان صرف ایک حصہ ہے۔گزشتہ 18 مہینوں کے دوران کمیشن نے حقوق انسانی کی پامالی سے متعلق امریکی افواج کے خلاف آٹھ سو شکایات کا اندراج کیا ہے۔ڈیلی ٹیلی گراف کے نمائندے ایلیک رسل نے 21 فروری 2006ء کی اپنی ایک رپورٹ میں لکھا: ''پنٹاگون کے اہل کار یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ افغانستان میں جو جیل چلا رہا ہے، وہ گوانتاناموبے سے کہیں زیادہ بدتر ہے۔''

اخباری رپورٹروں سے جو کچھ سامنے آتا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ امریکہ نے افغانستان کو بہت خوفناک صورت حال سے دوچار کردیا ہے لیکن کسی کو یہ جرأت نہیں کہ ان الزامات کا جو افغانستان پر حملہ اور قبضہ کے لیے جواز بنادیے گئے، ان حالات سے موازنہ کرے۔ حیرت ہے، آج بھی افغانستان میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی مجرمانہ مہم جوئی پر بین الاقوامی خاموشی کا بنیادی سبب طالبان کے خلاف من گھڑت الزامات کو گردانا جاتا ہے۔

اس سے زیادہ بدقسمتی کی بات اور کیا ہوگی کہ اپنے بہت ہی ناگفتہ بہ مجرمانہ ریکارڈ کے علی الرغم امریکہ کو تو یہ حق حاصل ہو کہ وہ دوسروں پر دہشت گردی کا الزام لگا کر ان کو زندہ رہنے کا حق دینے سے انکار کردے۔روس کو حق حاصل ہو کہ وہ چیچنیا سے مسلمانوں کا صفایا کرے۔ بھارت کو کشمیر میں مسلمانوں کے قتل عام کا حق حاصل ہو۔اسرائیل کو حق حاصل ہو کہ وہ فلسطینیوں سے جو سلوک کرنا چاہے کرگزرے، لیکن صرف طالبان کو ایک ''بلا'' مانا جائے جو اپنے اندرونی دشمنوں سے برسرپیکار رہے تھے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ افغانستان میں شمالی اتحاد کی امریکہ، فرانس، بھارت، ایران، ترکی، اسرائیل اور سابقہ روسی ریاستیں مکمل طور پر سرپرستی کررہی تھیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ معاملہ حقوق انسانی یا دہشت گردی کا بالکل نہیں تھا۔آج بھی اور اس وقت بھی انسانیت کے خلاف جرائم کے مرتکب، حقوق انسانی کو پامال کرنے والے موجود ہیں اور تھے۔ادارہ اقوام متحدہ تو خود بھی دہشت گردی مہم کا حصہ رہا، جب اس کی پابندیوں کی وجہ سے ہر ماہ پانچ ہزار بچے لقمہ اجل ہوتے گئے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ ان آمرانہ اور استبدادی حکومتوں اور فوجی آمروں کی سرپرست کررہا ہے، جن کا اسلام کے قیام کا کوئی ارادہ نہیں۔

پاکستان کے پرویز مشرف، ازبکستان کے اسلام کریموف، مصر کے حسنی مبارک، اور سعودی عرب کا سعودی خاندان حقوق انسانی کی پامالی کی نمایاں ترین مثالیں ہیں، جنہیں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی مکمل سرپرستی حاصل ہے۔اصل بات یہ تھی کہ حقوق انسانی کے بہانے طالبان کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا جانا تھا۔ وجہ بالکل صاف ہے۔امریکہ نہیں چاہتا تھا کہ مسلمان ایک اسلامی تشخص کے ساتھ اپنے آپ کو اجاگر کرکے آگے بڑھیں جس سے دوسرے لوگوں کا جذبہ جلا پائے کہ اسلام کے مطابق رہ کر اس استحصالی اور غیر معتدل نظام کے ساتھ رہنے سے انکار کیا جائے۔ کروسیڈرز کبھی نہیں چاہتے تھے کہ کسی بھی شکل میں ایک اسلامی ماڈل قائم ہوجائے خواہ یہ کتنا کچا، ناپختہ اور کمزور کیوں نہ ہو۔

(جاری ہے)

پریس ریلیز 09 جنوری 2010ء

احادیث کی پیشنگوئیوں اور عیسائی لٹریچر کے مطابق دنیا اپنے آخری دور سے گزر رہی ہے

مشرق وسطیٰ الملحمۃ العظمیٰ (آرمیگاڈان) کا میدان جنگ بننے والا ہے۔افغانستان اور پاکستان کی موجودہ صورتحال اسی کی تمہید ہے

ڈاکٹر اسرار احمد

بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے مسجد جامع القرآن' قرآن اکیڈمی' ڈیفنس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دنیا اپنے آخری دور سے گزر رہی ہے۔احادیث مبارکہ میں علامات قیامت کے بارے میں پیشنگوئیاں بتدریج سامنے آرہی ہیں۔احادیث مبارکہ میں آخری دور میں ہونے والی جنگوں الملحمۃ العظمیٰ اور عیسائی عقیدے کے مطابق آرمیگڈون کی تباہ کن جنگ زیادہ دور نہیں جس میں سب سے زیادہ تباہی مسلمانوں بالخصوص عربوں کو پیش آئے گی۔مشرق وسطیٰ کو میدان جنگ بنایا جائے گا، جس کی تمہید افغانستان اور پاکستان کی موجودہ صورت حال ہے۔مسلمانوں کے خلاف بظاہر تو عیسائی اقوام برسرپیکار ہیں، لیکن ان کی پشت پر یہود ہیں۔نیو ورلڈ آرڈر جو در اصل جیو ورلڈ آرڈر ہے کے عالمی سطح پر نفاذ کے لیے عالمی وسائل پر قبضہ' کمزور ممالک کا خاتمہ' مغرب کے سیاسی اور معاشی نظام کا تحفظ کیا جارہا ہے۔کسی دوسرے مد مقابل نظام کو سر اٹھانے کا موقع نہ مل سکے۔صیہونی ایجنڈے میں جنگ کی آگ بھڑکانا' عظیم تر اسرائیل کا قیام' مسجد اقصیٰ اور گنبد صخرا کا انہدام اور وہاں تخت سلیمانی کی تنصیب شامل ہے۔اس کے نتیجے میں مسلمانوں پر جو تباہی آئے گی اس کا نقشہ احادیث مبارکہ میں اس طرح کھینچا گیا ہے کہ زمین پر لاشوں کا ڈھیر ہوگا اور اس سے بچنے کے لیے ایک پرندہ اڑتا چلا جائے گا، لیکن پھر تھک ہار کر وہ لاشوں کے ڈھیر پر ہی گرے گا۔تاہم قرآن کریم کی سورۃ التوبہ' الفتح اور الصف میں اللہ کے دین کے غلبہ کے اشارات اور احادیث مبارکہ میں قیامت سے قبل خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے عالمی سطح پر قیام کی نوید موجود ہے۔لیکن یہ تب ہی ممکن ہوگا جب ہم مسلمان اللہ تعالیٰ سے سرکشی اور اپنی بد اعمالیوں پر توبہ کرکے اپنی انفرادی زندگیوں کو بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے تابع کریں اور پھر سب مل کر اجتماعی سطح پر دین اسلام کے نفاذ کی جدوجہد کے لئے اپنا تن من دھن لگادیں۔

(جاری کردہ مرکزی شعبہ نشر واشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

افغانستان کا مستقبل طالبان ہیں

انور غازی

"افغانستان میں مکمل ناکامی کا شدید خطرہ ہے۔"

یہ الفاظ اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل "بانکی مون" کے ہیں۔ ادھر امریکا کی معروف ملٹری اکیڈمی کے ریٹائرڈ جنرل میکفرے نے خبردار کیا ہے: "امریکی قوم کو ہر ماہ افغانستان میں 500 امریکی فوجیوں کی ہلاکت کے لیے تیار رہنا چاہیے۔" ان دونوں بیانات کو سامنے رکھ کر اگر ہم 1973ء کے ویتنام اور 2010ء کے افغانستان کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو دونوں میں کوئی خاص فرق نظر نہیں آئے گا۔ ویسے ہی بیانات اور عوام کی وہی نفرتیں۔ لوگوں کے وہی احساسات اور امریکی فوجیوں کی وہی حالتیں۔ ویسے ہی دورانِ جنگ ایک امریکی صدر کی انتخابات میں شکست اور آج کے حالات بھی اسی طرح کے۔ جنگ کا انجام بھی وہی نظر آرہا ہے اور عرصہ بھی تقریباً اتنا ہی ہے۔

یادش بخیر! ویتنام میں امریکی فوجیں باقاعدگی سے 1962ء میں آنا شروع ہوئیں۔ 1963ء تک 25 ہزار امریکی فوجی آچکے تھے۔ 1964ء میں یہ تعداد 60 ہزار ہوگئی۔ ویتنام کے گوریلوں نے امریکی فوجیوں پر حملے شروع کردیے۔ 7 فروری 1965ء کو ان گوریلوں نے ایک بڑا حملہ کیا جس میں امریکا کے 36 فوجی مارے گئے۔ اس حملے سے متاثر ہوکر امریکی صدر "جانسن" نے ویتنام میں اپنی فوجیں مزید بڑھادیں۔ اپریل 1965ء تک یہ فوجیں 5 لاکھ 43 ہزار 400 ہوگئیں۔ جنوبی ویتنام فوجی چھاؤنی میں تبدیل ہوگیا۔ ساحل اور ایئرپورٹ امریکی کنٹرول میں چلے گئے۔ تمام بڑے شہروں کے حساس علاقے امریکیوں نے اپنے قبضے میں لے لیے۔ محسوس ہوتا تھا اب امریکا ویتنام سے نہیں جائے گا لیکن ویتنامیوں نے چھاپہ مار کارروائیوں کے ذریعے امریکیوں کو ناکوں چنے چبوادیے۔ ویتنام میں امریکی جانی و مالی نقصانات اس سطح پر پہنچ گئے کہ امریکی صدر جانسن امریکیوں میں غیر مقبول ہوگئے اور 1969ء کے الیکشن میں شامل ہونے سے انکار کردیا، جس کے نتیجے میں رچرڈ نکسن امریکا کے صدر منتخب ہوگئے۔ نکسن نے اقتدار سنبھالا تو اُن کے سامنے دو راستے تھے: وہ ویتنام سے اپنی فوجیں واپس بلوالیں یا پھر جنگ جاری رکھیں۔ پہلے راستے کے انتخاب میں امریکا کی جگ ہنسائی کا خوف تھا جبکہ دوسرے کے انتخاب پر مزید نقصان کا اندیشہ تھا۔ نکسن نے دوسرے کا انتخاب کیا۔ اس نے ویتنام میں اپنی فوج بڑھادی اور بارود پھینکنے کی مقدار میں اضافہ کردیا، جس کے نتیجے میں شمالی ویتنام کے دو شہروں "ہنوئی" اور "ہائی فونگ" پر 11 دنوں میں ایک لاکھ بم گرائے گئے جو دنیا کی تاریخ میں بموں کی سب سے بڑی تعداد تھی لیکن جس دن بموں کی یہ بارش کی گئی اسی روز سے ویتنامیوں نے چھاپہ مار کارروائیوں کا نیا سلسلہ شروع کردیا۔ یہ وہ دن تھا جب دنیا جان گئی امریکا ویتنام کی جنگ ہار چکا ہے۔ رچرڈ نکسن بھی اس حقیقت سے واقف ہوگیا، لہٰذا 27 جنوری 1973ء کو ہار مان لی اور ویتنام سے فوجیں نکالنے کا اعلان کردیا۔

> امریکہ نے ویتنام کی جنگ کے دوران 11 دنوں میں ایک لاکھ سے زائد بم گرائے، مگر یہ وحشیانہ بمباری بھی اُسے عبرتناک شکست سے نہ بچاسکی۔ ویتنام کی طرح افغانستان کی لہورنگ وادیوں سے بھی امریکہ کو بالآخر رسوا ہوکر نکلنا پڑے گا

ویتنام سے امریکی فوجوں کا انخلا بہت عبرتناک تھا۔ دنیا نے امریکی فوجیوں کو ہیلی کاپٹروں سے لٹک کر بھاگتے ہوئے دیکھا۔ اس جنگ میں 60 ہزار امریکی فوجی مارے گئے، 3 لاکھ زخمی ہوئے اور ایک لاکھ کے لگ بھگ لاپتا ہوگئے۔ اس جنگ کے دوران 7 لاکھ فوجی نفسیاتی مریض بن گئے، جن میں سے ایک لاکھ نے ذہنی دباؤ میں آکر خودکشی کرلی۔ اس جنگ کے آخر میں امریکی صدر نکسن نے کہا تھا: "دنیا کی کوئی فوج کسی فوج کو شکست دے سکتی ہے لیکن وہ عوام کو زیر نہیں کرسکتی۔"

اب آتے ہیں افغانستان کی طرف!

نائن الیون کے سانحے کے بعد 13 ستمبر 2001ء کو امریکا نے بغیر کسی ثبوت کے طالبان سے القاعدہ کے خاتمے اور اسامہ بن لادن کو امریکا کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ انکار پر 14 ستمبر کو افغانستان پر خونیں یلغار کے لیے 7 ہزار مختلف افراد کو ایف بی آئی میں بھرتی کیا۔ 7 اکتوبر 2001ء کو حملہ کردیا اور افغان عوام پر خونیں جنگ مسلط کردی۔ 35 دن تک امریکا کے مقابلے میں نہتے طالبان نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ جب امریکا اس طرح کامیاب نہ ہوا تو پھر شمالی اتحاد کی مدد سے اندرونی مداخلت کروائی اور بالآخر 12 نومبر 2001ء کو سقوط کابل ہوگیا۔ طالبان شہروں سے نکل کر پہاڑوں پر چلے گئے اور وہیں سے گوریلا جنگ لڑتے رہے۔ اب تو کوئی دن نہیں گزرتا جب نیٹو افواج پر حملے نہ ہوتے ہوں۔ طالبان کے ایک ایک حملے میں 8،8 امریکی مر رہے ہیں۔ ایک خبر کے مطابق: "صوبہ کنڑ میں امریکی فوج پر حملے کرکے 14 اتحادیوں کو ہلاک کردیا گیا۔" جس طرح ویتنام میں امریکی فوجیوں پر حملے ہوتے، وہ بے بس ہوجاتے اور پھر غصے کے عالم میں عام لوگوں کو مارنے لگتے تھے، بعینہٖ جب امریکی واتحادی افواج طالبان کو کسی بھی طریقے سے ختم کرسکی اور نہ ہی رام، امریکیوں واتحادیوں کے تابوت کثرت سے جانے لگے تو پھر امریکی ونیٹو افواج کے کمانڈر بوکھلا گئے۔ بوکھلاہٹ کے عالم میں افغان عوام پر ہی اندھا دھند بمباری شروع کردی، حتیٰ کہ شہید ہونے والوں کے جنازوں تک پر میزائل برسائے گئے۔ دو دن قبل بھی امریکی طیاروں کی وحشیانہ بمباری سے 150 کے قریب

افغان شہری شہید ہوئے ہیں۔ جس طرح ویتنام جنگ کے دوران امریکا میں جنگ کے خلاف مظاہرے ہوئے تھے اور امریکی عوام کی اکثریت جنگ کا خاتمہ چاہتی تھی،

> ویتنام جنگ کے آخر میں امریکی صدر نکسن نے کہا تھا:
> ''دنیا کی کوئی فوج کسی فوج کو تو شکست دے سکتی ہے
> لیکن وہ عوام کو زیر نہیں کرسکتی''

بالکل اسی طرح افغان جنگ کے خلاف بھی امریکی عوام بلکہ پوری دنیا میں احتجاج ہوا۔ سروے کے مطابق دو تہائی برطانوی اور ایک تہائی سے زائد امریکی عوام افغانستان میں امریکی و نیٹو افواج کی موجودگی کے شدید مخالف ہیں۔ اس کا اظہار آئے روز احتجاجی مظاہروں سے ہوتا رہتا ہے۔ میرے سامنے کئی تصاویر پڑی ہیں۔ ایک تصویر میں افغانستان سے لوٹنے والا ایک فوجی بھی احتجاجی مظاہرے میں شامل دکھایا گیا ہے۔ دوسری میں امریکی فوجی اپنے ساتھیوں کی میتیں وطن پہنچنے پر بے اختیار رو رہا ہے اور افغانستان جانے سے صاف صاف انکار کر رہا ہے۔ کل جلال آباد میں امریکا کے خلاف ہزاروں افراد نے مظاہرہ کیا، اوباما کا پتلا جلایا اور آخر میں افغانستان سے فوری انخلا کا پرزور مطالبہ کیا۔ جس طرح ویتنام میں امریکی فوجیوں کو اتنی مار پڑی کہ وہ ایک عرصے تک ذہنی اور نفسیاتی ہسپتالوں میں علاج کرواتے رہے اسی طرح طالبان کے تابڑتوڑ حملوں نے امریکی فوجیوں کو ذہنی اور نفسیاتی مریض بنادیا ہے۔ امریکی فوج کے نگرانوں کا کہنا ہے افغانستان سے واپس آنے والے فوجیوں میں ''دماغی بیماری'' کی وبا پھیل چکی ہے۔ ان فوجی اور آرمی نیشنل کے اہلکاروں میں سے 38 فیصد دماغی اور نفسیاتی امراض میں مبتلا ہیں۔ یہ بیمار فوجی نسیان کے مرض میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ ان کے چلنے پھرنے کا طریقہ بتاتا ہے کہ وہ ہوش وحواس سے بیگانہ ہو رہے ہیں۔ کئی ایک بولنے کی صلاحیت بھی کھو بیٹھے ہیں۔ بیمار فوجیوں کا علاج کرنے والی کمیٹیوں کا کہنا ہے گزشتہ سال افغانستان سے واپس آنے والے 2 ہزار 5 سو فوجی ہسپتالوں میں زیر علاج ہیں۔ اس سال کے آخر تک مختلف بیماریوں اور امراض کا شکار فوجیوں کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچنے کا امکان ہے۔ امریکی ادارۂ صحت کے مطابق 2007ء میں افغانستان سے واپس ہونے والے 121 فوجیوں نے خودکشی کی جبکہ 2 ہزار 4 فوجیوں نے خودکشی کی کوشش کی لیکن انہیں ''انسدادِ خودکشی تنظیم'' نے بچالیا۔ جس طرح ویتنام جنگ میں امریکا کو شدید مالی نقصان ہوا تھا، اس طرح اب بھی ہو رہا ہے۔ اس خبر نے تو امریکیوں کے ہوش اُڑا دیے ہیں کہ 2009ء کے دوران امریکا کے 45 ہزار مالیاتی ادارے دیوالیہ ہو چکے ہیں جن میں سے 6 وہ ادارے بھی ہیں جو سو سال پرانے تھے۔ امریکا کے تمام تر استعماری ہتھکنڈوں کے باوجود امریکی معیشت مسلسل زوال پذیر ہے۔ جس طرح ''صدر جانسن'' 7 سال تک ویتنام جنگ لڑتے رہے اسی طرح صدر بش 8 سال تک افغان جنگ لڑتے رہے، لیکن کامیابی حاصل نہ کرسکے۔ جس طرح جانسن کے سامنے دو راستے تھے اور انہوں نے دوسرے کو اختیار کیا اسی طرح بش کے پاس بھی دو ہی راستے تھے۔ بش نے بھی دوسرے کو ہی اختیار کیا اور نتیجے کے طور پر 2008ء کے امریکی انتخابات میں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ جس طرح ''جانسن'' کے بعد ''نکسن'' امریکی صدر بنے تو انہوں نے ویتنام میں فوجیں مزید بڑھا دیں، اسی طرح بش کے بعد اوباما صدر بنے تو انہوں نے بھی افغانستان میں 30 ہزار مزید تازہ دم امریکی فوجی افغانستان بھیجنے کا اعلان کر دیا۔ اب بھی لگتا ہے جس طرح نکسن نے بعد میں مجبور ہو کر فوجیں واپس بلوا لیں اسی طرح موسم گرما میں ایک فیصلہ کن رن ضرور پڑے گا جس کی تیاری طالبان اور امریکا دونوں کر رہے ہیں لیکن بات پھر وہی ہے جس کا اعتراف ویتنام جنگ کے خاتمے پر نکسن نے کیا تھا: ''فوج کو شکست تو دی جاسکتی ہے لیکن عوام کو نہیں۔'' اور افغانستان میں تو طالبان کی صورت میں افغان عوام ہی یہ جنگ لڑ رہے ہیں۔ جس طرح امریکا کو ویتنام سے رسوا ہو کر نکلنا پڑا تھا اسی طرح افغانستان کی لہورنگ وادیوں سے بھی رسوا ہو کر ہی نکلے گا۔ امریکا کی نئی افپاک پالیسی بھی ناکام ہو چکی ہے۔ افغانستان کا مستقبل طالبان ہی ہیں۔ جس کا ایک ثبوت نیٹو حکام کی طرف سے جاری کردہ تازہ ترین وہ رپورٹ بھی ہے جس میں اعتراف کیا گیا ہے: ''افغانستان کے 34 میں سے 33 صوبوں میں طالبان کی عملداری قائم ہو گئی ہے۔'' ادھر افغان حکومت نے اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا ہے: ''طالبان پر پابندیاں ختم کی جائیں۔'' ان تمام باتوں اور دلائل کو ملا کر دیکھا جائے تو خلاصہ یہ نکلتا ہے افغانستان میں امریکا کی شکست اور ناکامی نوشتۂ دیوار ہے جو اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل ''بانکی مون'' کو بھی نظر آرہی ہے۔

(بشکریہ روزنامہ ''جنگ'')

ہم مصطفوی ہیں!

جمیل الدین عالی

ہم تابہ ابد سعی و تغیر کے ولی ہیں
ہم مصطفوی، مصطفوی، مصطفوی ہیں
ہم مصطفوی ہیں!
دین ہمارا دین مکمل
استعمار ہے باطل ارذل
خیر ہے جدوجہد مسلسل
عند اللہ
عند اللہ
اللہ اکبر، اللہ اکبر...... اللہ اکبر، اللہ اکبر
سبحان اللہ، سبحان اللہ، یہ وحدت فرقانی
روحِ اخوت، مظہرِ قوت، مرحمتِ رحمانی
سب کی زباں پر، سب کے دلوں میں، ایک نعرۂ قرآنی
اللہ اکبر، اللہ اکبر...... اللہ اکبر، اللہ اکبر
ہم تابہ ابد سعی و تغیر کے ولی ہیں
ہم مصطفوی، مصطفوی، مصطفوی ہیں
ہم مصطفوی ہیں!
امن کی دعوت کُل عالم میں، مسلکِ عام ہمارا
شوقِ شہادت دورِ ستم میں، یہ بھی کام ہمارا
حق آئے، باطل مٹ جائے، یہ پیغام ہمارا
اللہ اکبر، اللہ اکبر...... اللہ اکبر، اللہ اکبر
ہم تابہ ابد سعی و تغیر کے ولی ہیں
ہم مصطفوی، مصطفوی، مصطفوی ہیں
ہم مصطفوی ہیں!

”وہ آج بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہیں“

بانیٔ تنظیم اسلامی کے معتمد خاص سردار اعوان مرحوم کے نواسے مجم نواز ثاقب کی ایک تاثراتی تحریر

وہ لوگ جن سے تیری بزم میں تھے ہنگامے
گئے تو کیا تیری بزم خیال سے بھی گئے

یکم جنوری کو ہمارے نانا اور محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے دیرینہ رفیق کار اور معتمد ذاتی سردار اعوان (مرحوم) کو ہم سے بچھڑے ہوئے ایک سال ہوگیا ہے۔ وقت کی گرد میں ماضی کے بہت سے اوراق دھندلا جاتے ہیں مگر کچھ مثل انجم ہمیشہ جگمگاتے رہتے ہیں۔ نانا مرحوم ایک ایسے ہی تابندہ ستارے کی مانند تھے جس کی روشنی آج بھی زندگی کے سفر میں ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ (کم و بیش بیس سال) محترم جناب ڈاکٹر صاحب کی رفاقت میں اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے نفاذ کی کوششوں میں صرف کیا۔ وہ ”اول خویش بعد درویش“ کے مصداق نہ صرف خود اپنی زندگی کو مکمل طور پر اسلامی اصولوں کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتے تھے بلکہ اپنے تمام اعزہ واقارب کو بھی اس کی تلقین ونصیحت کرتے رہتے تھے۔ الحمد للہ، آج ان کی انہی کوششوں کی وجہ سے ہمارے گھرانے کے بیشتر افراد تنظیم اسلامی سے وابستہ ہیں یا اس سے متاثر ہیں، جس کی وجہ سے ہمارے گھروں میں شرعی احکامات کی پاسداری کی مکمل سعی کی جاتی ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جس معاشرتی جہاد کا علم بلند کر رکھا ہے وہ یقیناً لائق صد تحسین اور دور حاضر کے مسلمانوں کے لیے قابل تقلید نمونہ ہے۔ نانا مرحوم محترم ڈاکٹر صاحب کے جذبوں کی صداقت اور اپنے مقصد کے ساتھ لگن کے بہت معترف تھے اور ہمارے ناپختہ ذہنوں میں اُٹھنے والے سوالات کے تسلی بخش جوابات دے کر ہماری سوچوں اور خیالات کو ہموار کرتے تھے۔ الحمد للہ، ان کی کوششوں کے سبب تنظیم کا پیغام ہم تک پہنچا اور آج ہم محض رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے نفاذ کے لیے تنظیم اسلامی سے وابستہ ہو کر مقدور بھر کوشش جاری رکھے ہوئے ہیں۔

دنیا سے کسی شخص کے چلے جانے سے کاروبارِ زندگی رک نہیں جاتا، بلکہ اس کی جگہ لینے کے لیے کوئی نہ کوئی دوسرا شخص موجود ہوتا ہے۔ مگر اس شخص کے چلے جانے سے اس سے وابستہ افراد کی زندگیوں میں ایک خلا ضرور پیدا ہو جاتا ہے۔ سردار اعوان (مرحوم) صرف ایک شفیق اور پیار کرنے والے نانا ہی نہیں بلکہ ہمارے بہترین استاد بھی تھے۔ اپنی کوششوں کے سبب انہوں نے ہمارے ذہنوں میں حق و باطل میں تمیز کا بیج بویا، جس کی آبیاری کے لیے ہم تنظیم سے وابستہ ہیں۔

> نانا مرحوم نہ صرف خود اپنی زندگی کو مکمل طور پر اسلامی اصولوں کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتے تھے بلکہ اپنے تمام اعزہ واقارب کو بھی اس کی تلقین ونصیحت کرتے رہتے تھے

نانا مرحوم کی وفات کے کٹھن موقع پر تمام ضروری انتظام و انصرام کو بطریق احسن انجام دینے پر ہم سب محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے احسان مند ہیں۔ اس موقع پر دور سے آنے والے مہمانوں اور رشتہ داروں کی دیکھ بھال اور خدمت کے ضمن میں دیگر تمام تنظیمی بھائیوں کے بھی تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔ تنظیم سے وابستہ افراد کے جذبہ اخلاص برادرانہ رویے اور حسن عمل نے اس موقع پر آنے والے بہت سے لوگوں کے ذہنوں پر انمٹ نقوش چھوڑے، جس کی وجہ سے وہ تنظیم اسلامی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ آج اگرچہ سردار اعوان (مرحوم) ہم میں موجود نہیں، مگر ان کی سوچ، پیغام اور نصائح یقیناً بقیہ زندگی میں ہماری رفیق کار رہوں گی۔

ضرورت رشتہ

- رفیقہ تنظیم اسلامی سیالکوٹ، عمر 27 سال، تعلیم ایم اے انگلش، خوبصورت، خوب سیرت، سکول ٹیچر کے لیے ہم پلہ اور موزوں رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔
  برائے رابطہ: 0300-9619584
- سیالکوٹ میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 27 سال، تعلیم ACMA کے لیے دینی مزاج کی حامل تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 052-4261403
- ملتان سے تعلق رکھنے والی راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، تعلیم ایم اے اُردو، بی ایڈ کے لیے دیندار برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 0322-6187858، 0321-6313031
- لاہور میں مقیم شیخ صدیقی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 37 سال، خلع یافتہ، تعلیم آئی کام، گھریلو امور میں ماہر کے لیے پڑھے لکھے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
  برائے رابطہ: 0321-5551869
- اسلام آباد میں مقیم اردو سپیکنگ فیملی کو اپنے 31 سالہ دراز قد، اعلیٰ تعلیم یافتہ بیٹے کے لیے، جو بوجہ ملازمت لاہور میں مقیم ہے، دینی گھرانے کی باپردہ، تعلیم یافتہ، لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ تنظیم سے وابستہ گھرانا قابل ترجیح ہوگا۔
  رابطہ: 0300-8735558

دعائے مغفرت کی اپیل

- رفیق تنظیم اسلامی لاہور شرقی انور علی قضائے الٰہی سے وفات پاگئے
- تنظیم سمن آباد لاہور کے رفیق چودھری اللہ دتہ کے چچا انتقال کر گئے
- چکلالہ تنظیم کے امیر محمد شفیع خان کے بڑے بھائی وفات پاگئے
- وہاڑی کے ملتزم رفیق محمد صدیق ساجد کی والدہ محترمہ وفات پاگئیں
- شاہ پنجو (سندھ) کے مبتدی رفیق محمد نعیم کھسی وفات پاگئے
- امیر تنظیم اسلامی حلقہ بلوچستان محبوب سبحانی کے والد گرامی دنوں وفات پاگئے
- نقیب اسرہ کلیار ٹاؤن سرگودھا طاہر بشیر کی تائی وفات پاگئیں
- ملتزم رفیق تنظیم اسلامی غربی سرگودھا محمد ریاض گھمن کی والدہ وفات پاگئیں
- مبتدی رفیق تنظیم اسلامی غربی سرگودھا شاہ اسلم مہدی فاروقی کی خالہ وفات پاگئیں
- تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی (قرآن اکیڈمی) کے رفیق محمد سعید احمد کی والدہ رحلت فرما گئی ہیں

قارئین اور رفقاء واحباب سے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

امیر تنظیم اسلامی اور نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان کا دورہ حلقہ بالائی سندھ

شیڈول کے مطابق امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب مدظلہ بالائی سندھ کے دوروزہ دورہ کے سلسلے میں صادق آباد تشریف لائے۔ صبح سوا چھ بجے امیر حلقہ غلام محمد سومرو اور رفیق تنظیم ذکاء الرحمٰن نے امیر محترم کا صادق آباد لاری اڈہ پر استقبال کیا۔ جبکہ محترم نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان محمد نسیم الدین کو چودھری محمد نسیم نے صادق آباد ریلوے اسٹیشن پر خوش آمدید کہا۔

مہمانوں کے ٹھہرنے کا انتظام عادل عثمان بخاری (رفیق تنظیم صادق آباد) کی رہائش گاہ پر تھا۔ 7 بجے مہمانوں نے ناشتہ کیا۔ صادق آباد میں امیر محترم کے خطاب جمعہ کا پروگرام طے تھا۔ آپ نے جوہر کالونی کی جامع مسجد میں خطاب جمعہ ارشاد فرمایا۔ یہاں مسجد کے باہر تنظیم اسلامی کی کتب کا اسٹال بھی لگایا گیا۔ خطاب کے بعد چودھری محمد نسیم کے ہاں دوپہر کا کھانا ہوا۔ اس کے بعد مہمانوں نے آرام کیا۔ شام 4 بجے امیر محترم، نائب ناظم اعلیٰ اور امیر حلقہ بالائی سندھ کے ہمراہ صادق آباد تنظیم کے دفتر تشریف لائے اور رفقاء سے ملاقات کی۔ اس موقع پر رفقاء نے اُن سے باری باری اپنا تعارف کروایا۔ جب کہ ذمہ داران اور نقباء نے پروگراموں کے نظم کے مطابق ہونے کا مختصراً جائزہ پیش کیا۔ امیر محترم نے رفقاء سے گفتگو فرمائی اور شرکاء کے سوالات کے جوابات دیئے۔ بعد ازاں انہوں نے نماز مغرب پڑھائی۔ نماز کے بعد امیر محترم نائب ناظم اعلیٰ اور امیر حلقہ کے ہمراہ سکھر کے لیے روانہ ہوئے۔ نماز عشاء کے بعد سکھر پہنچے۔

اگلے روز پروگرام کے مطابق ناشتہ کے بعد امیر محترم اور نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان امیر حلقہ کے ہمراہ شاہ پنجو کے لیے روانہ ہو گئے۔ شاہ پنجو میں مقامی امیر احمد صادق سومرو نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ امیر محترم سب سے پہلے امیر حلقہ کے ہمراہ گاؤں سوبھو خان مگسی تشریف لے گئے، جہاں انہوں نے رفیق تنظیم عبدالمالک مگسی کی شہادت پر ان کے ورثاء سے تعزیت کی اور مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی۔ بعد ازاں مہمانان گرامی شاہ پنجو واپس تشریف لائے۔ شاہ پنجو میں امیر حلقہ جناب غلام محمد سومرو کے بہنوئی قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے تھے، امیر محترم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے ورثاء سے تعزیت کی۔ رفقاء سے مختصر ملاقات کے بعد آپ سکھر کے لیے روانہ ہوئے اور مغرب کے وقت سکھر پہنچے۔ نماز مغرب کے بعد انہوں نے سکھر کے رفقاء سے ملاقات کی اور تعارف حاصل کیا۔ جبکہ ذمہ داران نے تنظیم راسرہ کی سرگرمیوں کا مختصر جائزہ پیش کیا۔ بعد ازاں حالات حاضرہ کے حوالے سے گفت وشنید اور سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ رات آٹھ بجے نماز عشاء امیر محترم نے پڑھائی۔ ساڑھے آٹھ بجے وہ سکھر سے لاہور روانہ ہوئے، جبکہ نائب ناظم اعلیٰ محترم محمد نسیم الدین سے رفقاء کی نشست ساڑھے نو بجے تک جاری رہی۔ بعد ازاں رفقاء کو رات کا کھانا کھلایا گیا۔ پونے دس بجے یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا، جس کے بعد رفقاء اپنے اپنے گھروں کو لوٹے جبکہ نسیم الدین صاحب کو رات دس بجے بذریعہ سکھر ایکسپریس کراچی کے لیے رخصت کیا گیا۔ اس پروگرام میں 20 رفقاء شریک ہوئے۔ (رپورٹ: نصر اللہ انصاری)

ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان کا دورہ حلقہ سندھ زیریں حیدر آباد

تنظیم اسلامی پاکستان کے سالانہ اجتماع 2009ء کی افسوس ناک منسوخی کے تناظر میں ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان محترم اظہر بختیار خلجی نے نائب ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی جنوبی پاکستان محمد نسیم الدین کی معیت میں 6 دسمبر 2009ء کو حلقہ سندھ زیریں حیدر آباد کا دورہ کیا، اور حلقہ کے مرکز واقع قاسم آباد میں امراء، نقباء و ناظمین سے خصوصی ملاقات کی۔ انہوں نے اس ملاقات میں سالانہ اجتماع کی تنسیخ کی وجوہات اور لمحہ بہ لمحہ روداد بیان کی۔

(رپورٹ: علی اصغر عباسی)

ماہ دسمبر کے دوران امیر حلقہ جنوبی پنجاب کی تنظیمی مصروفیات

گزشتہ ماہ دسمبر میں امیر حلقہ جنوبی پنجاب کی دعوتی و تنظیمی حوالے سے جو مصروفیات اور سرگرمیاں رہیں ذیل میں ان کا مختصر جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

12 دسمبر: دورہ عبدالحکیم: 12 دسمبر کو امیر حلقہ محمد طاہر خاکوانی رفیق تنظیم اویس رندھاوا سے ملنے کے لیے عبدالحکیم گئے۔ اُن سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ نیز اُن کے والد صاحب کی وفات پر ان سے اور ان کے بڑے بھائی سے تعزیت بھی کی۔ بعد نماز ظہر ملتان کے لیے واپسی ہوئی۔

13 دسمبر: دورہ غازی پور: 13 دسمبر کو امیر حلقہ اور معتمد حلقہ غازی پور کے دورہ پر روانہ ہوئے۔ راستہ میں شجاع آباد کے رفقاء رانا حق نواز اور غلام شبیر سے ملاقات ہوئی۔ بعد ازاں غازی پور جانا ہوا۔ غازی پور میں تنظیم کے 8 منفرد رفقاء ہیں۔ یہاں مولوی محمد بلال خاصے فعال ساتھی ہیں۔ انہوں نے اپنے ہاں ماہانہ ایک حلقہ قرآنی بھی قائم کیا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو اپنی رہائش گاہ پر بلایا ہوا تھا۔ باہمی تعارف کے بعد امیر حلقہ نے اپنے دورہ کا مقصد بیان کیا۔ اس دورہ کا مقصد غازی پور میں ایک منفرد اسرہ کا قیام عمل میں لانا تھا۔ رفقاء سے باہمی مشورے کے بعد قاضی محمد اسلم کو اسرہ غازی پور کا نقیب مقرر کیا گیا۔ نماز ظہر سے قبل امیر حلقہ نے ساتھیوں کے ہمراہ کھانا کھایا اور نماز کے بعد ملتان واپسی ہوئی۔

15 دسمبر: تعارفی پروگرام: 15 دسمبر کو قرآن اکیڈمی میں نئے رفقاء کے ساتھ ایک تعارفی نشست ہوئی، جس میں 2 رفقاء شریک ہوئے۔

19 تا 21 دسمبر: شرکت اجلاس عاملہ و شوریٰ: 19 دسمبر کو امیر حلقہ عاملہ اور شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کے لیے لاہور تشریف لے گئے۔ یاد رہے کہ ہر ماہ کے تیسرے ہفتہ کو امیر حلقہ وہاڑی کے دورہ پر تشریف لے جاتے ہیں اور ان کا ماہانہ درس قرآن مرکز تنظیم اسلامی میں عرصہ دراز سے جاری ہے۔ اس ماہ چونکہ امیر حلقہ ان تاریخوں میں لاہور گئے ہوئے تھے لہٰذا ان کی جگہ محمد سلیم اختر درس کے لیے وہاڑی تشرف لے گئے۔ مرکز تنظیم میں بعد نماز مغرب درس کا آغاز ہوا۔ سلیم اختر نے سورۃ الاعراف کی آیات کی روشنی میں ”مسلمان نوجوان کے لیے آئیڈیل“ کے موضوع پر پرُجوش خطاب کیا۔ سامعین کی حاضری 55 کے قریب رہی۔ رات کھانا راؤ جمیل کے گھر ہوا۔ اس کے بعد ملتان واپسی ہوئی۔

25 دسمبر 2009ء: مظاہرہ: ملتان شہر کی تنظیم نے ”امریکی جارحیت“ کے خلاف 25 دسمبر 2009ء بروز جمعہ 3 بجے چوک گھنٹہ گھر سے نواں شہر چوک تک ایک خاموش مظاہرہ اور پُرامن ریلی کا انعقاد کیا۔ تمام رفقاء 3 بجے گھنٹہ گھر جمع ہوئے۔ اس مظاہرہ و ریلی کے لیے بطور ناظم سید اظہر عاصم کو طے شدہ پروگرام کے مطابق نامزد کیا گیا۔ جبکہ ریلی کی قیادت ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے کی۔ مظاہرہ کے دوران 5000 ہزار ہینڈ بل تقسیم کیے گئے۔ 30 عدد پلے کارڈ تیار کیے گئے۔ مظاہرہ میں 100 افراد نے شرکت کی۔ تمام رفقاء نے نظم وضبط کا عملی مظاہرہ کیا۔ ریلی کے دوران کہیں بھی ٹریفک کے نظام میں خلل نہ پڑا۔ نماز عصر چوک نواں شہر سے ملحقہ قریبی مسجد میں ادا کی گئی۔ نماز کے بعد چوک میں آدھا گھنٹہ مزید قیام رہا۔ ریلی کے اختتام پر امیر حلقہ نے رفقاء و شرکاء سے خطاب کیا۔ خطاب کے بعد شرکاء واپس اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

26 دسمبر: نقباء جائزہ کے لیے امراء سے ملاقات: 26 دسمبر کو بعد نماز عصر امیر حلقہ سعید اظہر سے ملاقات کے لیے اُن کے گھر گئے۔ اس ملاقات میں تنظیم ملتان شمالی کے نقباء کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔ نماز مغرب جامع مسجد الھدیٰ نیو ملتان میں ادا کی گئی۔ وہاں محمد عطاء اللہ خان سے نقباء کے جائزہ کے لیے ملاقات طے تھی۔ لیکن وہ ملتان سے باہر سفر پر گئے ہوئے تھے اور راستہ میں رکاوٹ کی وجہ سے مغرب تک واپس نہ آ سکے۔ لہٰذا اس ملاقات کو ملتوی کر دیا گیا۔

30 دسمبر 2009ء بروز بدھ امیر حلقہ کی ملتان میں مقامی امراء سے ملاقات اور پورے حلقہ کا علاقائی اجتماع ہوا، جس میں مظاہرہ سے متعلق اہم تجاویز اور مشورے ہوئے۔ نیز ماہ مارچ 2010ء میں ہونے والی مبتدی تربیت گاہ سے متعلق مشورہ ہوا۔

(مرتب: شوکت حسین انصاری)

ملک میں بڑھتی ہوئی امریکی جارحیت کے خلاف تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے زیر اہتمام احتجاجی مظاہرہ

وطن عزیز میں بڑھتی ہوئی امریکی جارحیت کے خلاف تنظیم اسلامی حلقہ لاہور نے 17 دسمبر 2009ء بروز جمعرات کو ایک احتجاجی مظاہرہ کیا۔ حلقہ کے رفقاء نے نماز عصر مسجد شہداء مال روڈ پر ادا کی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد جناب قرۃ العین نے مسجد میں مظاہرہ کا اعلان کیا اور نمازیوں کو اس میں شرکت کی دعوت دی۔ اس کے بعد ناظم مظاہرہ غازی محمد وقاص نے مسجد کے صحن میں شرکاء مظاہرہ کو ہدایات دیں۔ بعد ازاں رفقاء دو قطاروں میں کھڑے ہو گئے۔ رفقاء نے اپنے ہاتھوں میں بینرز، پلے کارڈز اور تنظیم اسلامی کے جھنڈے تھامے ہوئے تھے۔ بینرز اور پلے کارڈز کی کچھ عبارتیں درج ذیل ہیں:

☆ امریکہ کی دوستی اس کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے (ہنری کسنجر کا اعتراف)
☆ امریکی امداد پاکستانی معیشت کے لئے زہر قاتل ہے۔
☆ فرینڈز آف پاکستان کنسورشیم ایک سنہرا جال ہے۔
☆ اسلام اور پاکستان ______ لازم و ملزوم ہیں۔
☆ اللہ سے رشتہ جوڑو ______ امریکہ کی غلامی چھوڑو
☆ پاکستان کی سالمیت و تحفظ کی خاطر امریکی اتحاد سے علیحدگی کا اعلان کیا جائے۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء نے بڑے منظم انداز میں شاہراہ قائد اعظم پر مسجد شہداء سے لے کر فیصل چوک (چیئرنگ کراس) تک واک کی۔ رفقاء کے ساتھ ساتھ ایک گاڑی پر مظاہرہ کے حوالے سے اعلانات اور صورتحال سے چھٹکارا کے لیے عوام اور حکمرانوں سے مطالبات کئے جا رہے تھے۔ فیصل چوک میں پہنچ کر رفقاء چوک کے دونوں اطراف کھڑے ہو گئے۔ امیر حلقہ نے نقابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ سب سے پہلے حافظ محمد وقاص نے سورۃ المائدہ کی آیات نمبر 51 تا 53 تلاوت کیں اور اُن کا ترجمہ بیان کیا۔ پہلے مقرر تجمل حسن میر تھے۔ انہوں نے اپنے مخصوص خطیبانہ انداز میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ نے اپنے جارحانہ عزائم کی تکمیل کے لیے نائن الیون کے واقعہ کو بہانہ بنایا اور افغانستان پر چڑھ دوڑا اور ہمارے حکمرانوں نے ایک فون کال پر اپنا سر جھکا دیا۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ نے ہمارے حکمرانوں کو سبز باغ دکھائے تھے کہ امریکہ کا ساتھ دینے سے ہماری معیشت مستحکم ہو جائے گی، لیکن آج آٹھ سال کے بعد ہماری معیشت پہلے سے زیادہ تباہ حال ہے۔ مہنگائی اور بے روزگاری نے عوام میں خودکشی کے رجحان میں اضافہ کر دیا ہے اور امریکی غلامی کا نتیجہ ہے کہ آج ملک کے طول و عرض میں غیر ملکی ایجنسیاں بدامنی اور انتشار کے شعلے بھڑکا رہی ہیں۔ عوام جاں بحق ہو رہے ہیں اور میڈیا پر امریکی ایجنٹ ایٹمی ہتھیار غیر محفوظ ہاتھوں میں جانے کا واویلا مچاتے ہیں۔

فاروق گیلانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہمارے ملک میں جتنی دہشت گردی آج ہو رہی ہے اتنی دہشت گردی اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ اس کی وجہ اسلام سے روگردانی اور نتیجتاً اللہ کی ناراضی ہے۔ انہوں نے یاد دلایا کہ پاکستان ایک عام ملک نہیں ہے، یہ مملکت خداداد ہے، جس کی بنیاد لا الٰہ الا اللہ پر استوار ہے۔ اب بھی وقت ہے۔ اگر ہم اپنا رخ اللہ کی طرف پھیر لیں تو عذاب کے سائے ٹل سکتے ہیں۔

آخری مقرر امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید تھے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے سورۃ المائدہ میں فرمایا ہے کہ مسلمان اللہ کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بنائیں۔ لیکن ہم اس کی کھلم کھلا خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ حالانکہ یہ جانتے ہیں کہ یہ دوستی ہمارے لیے تباہ کن ثابت ہو سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج صدر آصف علی زرداری سے لے کر آرمی چیف جنرل اشفاق پرویز کیانی تک سب جانتے ہیں کہ امریکہ کا اولین ہدف پاکستان کی ایٹمی صلاحیت ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ اللہ سے بے وفائی اور اللہ کے دشمنوں سے وفاداری کی سزا کے طور پر ہم پر بھوک اور خوف کا عذاب طاری ہے۔ انہوں نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ ہمارے حکمران ایک فون کال پر ڈھیر ہو جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ کے غلام نہیں بلکہ امریکہ کے غلام ہیں۔ اس زبوں حالی کا ایک ہی علاج ہے کہ ہم اللہ کے غلام بن جائیں، وہ جس کے قبضہ میں دنیا جہان کے خزانے اور ساری کائنات ہے۔ بعد ازاں امیر تنظیم اسلامی نے اجتماعی دعا کروائی۔ اسی پر مظاہرے کا اختتام ہوا۔ مسجد شہداء میں نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد رفقاء اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ (رپورٹ: محمد یونس)

تنظیم اسلامی لاہور وسطی کے زیر اہتمام نصف روزہ پروگرام

20 دسمبر 2009ء کو تنظیم اسلامی لاہور وسطی کا نصف روزہ پروگرام مسجد خیر الانام میں منعقد ہوا۔ امیر تنظیم وسطی مجیب الرحمٰن نے سورۃ البقرہ کی چند آیات کی تلاوت سے پروگرام کا آغاز کیا۔ بعد ازاں شکیل احمد نے سورۃ الزمر کے آخری رکوع کا ترجمہ و تشریح بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مایوسی کی کیفیت سے نجات کے لئے اللہ کی طرف رجوع اہم ترین شے ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ یہ واضح ہے کہ انسان موت سے قبل اپنے گناہوں کی توبہ و استغفار اللہ کے حضور کر سکتا ہے، مگر اس بات سے بھی آگاہی ضروری ہے کہ دنیوی زندگی گزارتے ہوئے اللہ کی نازل کردہ ہدایات کے بارے میں سنجیدہ رویہ اختیار کیا جائے۔ کیونکہ جہاں اللہ نے اپنے بندوں کے لئے رحمت و مغفرت کے خزانے کھلے رکھے ہیں، وہاں اُس نے اپنے احکامات سے پیٹھ پھیرنے والوں کو منکرین میں شمار کیا ہے، جن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اس کے بعد عاصم بٹ نے سیرت صحابہؓ کے موضوع پر جناب عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب پر گفتگو کی۔ عبدالرحمٰن نے احادیث نبویہؐ کے ضمن میں نماز کی فرضیت و اہمیت پر قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیا۔ محمد راشد نے ”عبادت رب“ کے موضوع پر مفصل گفتگو کی۔

چائے کے وقفے کے بعد تنظیم اسلامی لاہور وسطی کے آئندہ مدت کے لئے امیر کے چناؤ کے لئے رفقاء سے تحریری آراء لی گئیں۔ اس کے بعد محترم شجاع الدین نے ندائے خلافت سے ایک تحریر پڑھ کر سامعین کو سنائی۔ انعام الرحمٰن نے یکم محرم الحرام کے حوالے سے شہادت حضرت عمرؓ پر سیر حاصل گفتگو کی۔

پروگرام کا اختتام دعائیہ کلمات سے ہوا۔ نماز ظہر کے بعد شرکاء کو کھانا کھلایا گیا۔ اس پروگرام میں 30 رفقاء شریک ہوئے۔ (رپورٹ: عبدالرحمٰن)

☆☆☆

high rates of family dissolution through no-fault divorce. These pathologies are recent, and it is now widely accepted that they are related to one another. These pathologies were easy to fall into and will be very difficult to climb out of. There is, in fact, no agreement about how to cure them. It may be, in fact, that a democratic nation will be unable to take measures necessary once we know what those measures are.

4. There is ample room for pessimism, but there may be room for hope as well. Analysis demonstrates that we continue slouching towards Gomorrah. We are all well along the road to the moral chaos. Modern liberalism has corrupted our culture across the board.
5. If there are signs that we have become less concerned than we should be with virtue, there are also signs that many Americans are becoming restless under the tyrannies of egalitarianism and sick of the hedonistic individualism that has brought us to the suburbs of Gomorrah. But, for the immediate future, what we probably face is an increasingly vulgar, violent, chaotic, and politicized culture.
6. The first requisite is knowing what is happening to us. This book has tried to answer that, to show that decline runs across our entire culture and that it has a common cause, modern liberalism.
7. The second step is resistance to radical liberalism and radical egalitarianism in every area of culture. It is pointless to ask, "What is the solution?" There is no single grand strategy, so it must be attacked area by area. Religion must be recaptured church by church; and education university by university, school board by school board. Bureaucracies must be tamed. The judiciary must be criticized severely when it over-steps its legitimate authority, as it now regularly does. A few of the necessary actions must involve the government, as in administering censorship of the vilest aspects of our popular culture.
8. We have allowed (America's intellectual and moral capital) to be severely damaged (by the barbarians of modern liberalism), but perhaps not beyond repair. As we approach its desolate and sordid precincts, the pessimism of the intellect tells us that Gomorrah is our probable destination. What is left to us is a determination not to accept that fate and the courage to resist it --- the optimism of the will.

کاروباری اور ملازمت پیشہ افراد کے لیے
بنیادی دینی علوم سے آگاهی کا موقع
الحمدللہ، مرکزی انجمن خدام القرآن کے شعبۂ تدریس کے زیر اہتمام
فہم دین کورس
کا
25 جنوری 2010ء
سے آغاز ہو رہا ہے (ان شاءاللہ)
مضامین: ☆ ابتدائی عربی گرامر
☆ تجوید و قراءت (ناظرہ قرآن مجید)
☆ نماز و ادعیہ ماثورہ کا ترجمہ و حفظ
☆ ترجمۂ قرآن مجید
☆ دین کے بنیادی موضوعات پر لیکچرز
دورانیہ: 3 ماہ...... اوقات تدریس: مغرب تا عشاء
داخلے کے خواہش مند حضرات داخلہ فارم
قرآن اکیڈمی
36کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور
کے استقبالیہ سے حاصل کر کے وہیں جمع کرا دیں
شعبۂ تدریس، قرآن اکیڈمی، لاہور
فون: 5869501، ای میل irts@tanzeem.org

تنظیمِ اسلامی کا پیغام
نظامِ خلافت کا قیام

Dr. Absar Ahmad

LOOSE MORALS GONE WILD!

Today the entire world is in the grip of rampant crass materialism, the West is by far more so. In other words, it is more corrosive in its birthplace --- the bastion of disbelief and theories of scientific progressivism. There are academicians and clergymen who surprisingly hold the view that one can be a Christian without belief in God. The secular Euro-American paradigm of knowledge (enshrined in Modernity) challenges belief in the Divine Existence as a postulate of morality, which even the eminent German philosopher Kant maintained so vehemently in his philosophy of morals. There are scores of think-tanks and armies of "experts" who have been convincing everyone that the real problem of the under-developed countries is that they are too "traditional" and their salvation lies in aping the progressive ways of the West. This is the essence of the modernization theory that seeks to move societies from the "traditional" to the "modern". This attitude of the West which issues from haughtiness fools the traditional and religious communities and nations into dismissing and stripping the strengths they enjoyed for centuries. The great ills of juggernaut social engineering programme and globalization are destroying the values and social fabric of the so-called backward nations.

But where does Europe and U.S. themselves stand once they renounce faith in God and the revealed guidance? There is a long list of writers and scholars known as "the prophets of doom and gloom" who describe in detail the spiritually hollow and morally decadent state of the western man and woman. In particular, their morals and sexual behaviour have gone beyond all limits of perversity. Below we reproduce some extracts from the book titled **"SLOUCHING TOWARDS GOMORRAH"** written by Robert H. Bork, a retired judge of the Supreme Court of America which more than substantiate my submission given in the above paragraph.

The verb "slouching" means drooping or hanging down negligently. And "Gomorrah" was a town of ancient Palestine which, along with Sodom, was destroyed by Allah (SWT) on account of the godlessness and wicked (i.e. homosexual) acts of the inhabitants. According to the Quran, Prophet Lut (AS) was sent to them. So the title means that American people are, in their aberrant sexual behaviour, moving towards Gomorrah. Now read the selected lines from the book:

1. This is a book about American decline. Since American culture is a variant of the cultures of all Western industrialized democracies, it may even, inadvertently, be a book about Western decline. In the United States at least, that decline and the mounting resistance to it has produced what we now call a culture war. It is impossible to say what the outcome will be, but for the moment our trajectory continues downward --- there are aspects of almost every branch of our culture that are worse than ever before and the rot is spreading.
2. This time the threat (to the Western Civilization) is not military --- the Soviets and the Nazis are defunct. Nor it is external --- the Tartar armies receded from Europe centuries ago. If we slide into a modern, high-tech version of the Dark Ages, we will have done it to ourselves with the assistance of the Germanic tribes that destroyed Roman Civilization. This time we face, and seem to be succumbing to, an attack mounted by a force not only within Western Civilization but one that is perhaps its legitimate child.
3. The United States has surely never before experienced the social chaos and the accompanying personal tragedies that have become routine today: high rates of crimes and low rates of punishments, high rates of illegitimate births subsidized by welfare, and

MULTICAL-1000

Calcium+Vitamin C & B12 + Folic Acid Sachet

BOOST CALCIUM

BEFORE, DURING & AFTER PREGNANCY

TASTY and TANGY

MULTICAL-1000

2 IN 1

CALCIUM

The growing fetus needs calcium for developing strong bones & teeth.

FOLIC ACID

Essential during pregnancy to prevent Neural Tubular Defect (NTD) in the developing fetus.

Calcium Supplement Guidelines

Recommended Calcium Intakes	milligrams per day
Pregnancy	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg
Lactation	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg

Source: Institute of Medicine, National Academy of Sciences 2002

Vitamin B12

- Promotes growth in children
- Needed for Calcium absorption

Sweetened WITH ASPARTAME

Composition:

Each sachet contains:

- Calcium lactate gluconate..........1000 mg
- Calcium carbonate..........327 mg
- Vitamin C..........500 mg
- Folic Acid..........1 mg
- Vitamin B12..........250 µg

GONDAL 021-7763815

M-1000/D/MU/04-06

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD

www.nabiqasim.com

your Health our Devotion